امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰ جون ۲۰۲۲ء بروز سوموار | شمارہ نمبر 23

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- مرتبی مسائل، بیانوں کے پیرائے
- نکات اہل سنت کی ترتیب
- مسلمان مسائل سے دوچار کیوں؟
- ظالم اقوام پر نگاہ رکھنے
- یورپی ممالک میں اسلام کی...
- گھر کے سامانوں کو حفاظت سے رکھئے
- اطہار جہاں کی سرگرمیاں، رسالت رفتہ

بین السطور

بلڈوزر کا استعمال - آمریت کی بدترین مثال

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستان میں عدلیہ کا مضبوط نظام ضلعی سطح سے اوپر تک قائم ہے، ملزموں کی دادگیر اور مجرموں کو سزا دینے والے کے طریقہ کار دستور میں مذکور ہے، جب تک اس کی پاسداری کی گئی لوگوں کو انصاف ملتا رہا اور بہت سارے موقعوں سے عدلیہ کے فیصلے پر تنقید کے باوجود آج بھی اس پر عام لوگوں کا اعتبار و اعتماد قائم ہے، عدالت ظلم کو دور کرنے اور مظلوم کو انصاف دینے کا مضبوط ادارہ ہے، دستور میں اسے یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ظلم ہو اور عوام کے دستوری حقوق پامال کیے جارہے ہوں تو وہ اس کی ان دیکھی نہیں کر سکتی، وہ بغیر کسی مدعی کے اپنے طور پر بھی مظلوم کو انصاف دلانے کے لیے متعلقہ شخص اور حکومت کو عدالت میں طلب کر سکتی ہے، اور اس کی وضاحت سے مطمئن نہ ہو تو دستور کے مطابق سزا بھی دے سکتی ہے۔

ہندوستان ایک لمبی مدت تک برطانیہ کی نوآبادی رہا ہے، انگریزوں کے زیرِ حکومت ظلم ڈھائے گئے، اس کی صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن ان کے یہاں بھی عدالتوں میں پیشی ہوتی تھی، گواہی اور بیانات گذرتے تھے، پھر فیصلہ ہوتا تھا کہ اس کو کالا پانی بھیج دیا جائے، پھانسی دے دی جائے یا محصور کر دیا جائے۔ ہندوستان کی آزادی کی پوری تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ [illegible]

[illegible]

جمہوری ملک میں اپنے حق مانگنے کے لیے مظاہرہ کرنا قانونی حق - حضرت امیر شریعت

مورخہ ۱۰ جون کو رانچی میں مظاہرہ کرنے والوں پر پولیس کی بے رحمانہ کارروائی اور ملک کے دیگر حصوں میں توہین رسالت کے مرتکبین کے خلاف آواز اٹھانے والوں کے خلاف پولیس کی یک طرفہ اور غیر منصفانہ کارروائی کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے امیر شریعت بہار اڈیشہ جھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے کہا کہ کسی بھی جمہوری ملک میں اپنے حق کی آواز اٹھانا اور اپنے دکھ اور تکلیف کا اظہار کرنے اور اپنی بات سرکار تک پہنچانے کے لیے مظاہرہ کرنا ہر شہری کا قانونی اور آئینی حق ہے۔ اور مظاہرہ کرنے والوں کی حفاظت کرنا پولیس کی ذمہ داری ہے۔ [illegible]

[illegible]

اس لیے امارت شرعیہ کا مرکزی حکومت سے اور جھارکھنڈ کی صوبائی حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی پہچان کریں کہ کون لوگ ہیں جو پرامن فضا کو مکدر کرنا چاہتے ہیں، ان کی جلد از جلد شناخت کر کے سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔ [illegible]

حضرت امیر شریعت مدظلہ نے مسلمانوں سے بھی اپیل کی ہے کہ اشتعال میں آکر کوئی نامناسب اقدام نہ کریں، جس سے آپ کی جان و مال کو نقصان ہو، بلکہ جمہوری طریقہ پر قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی آواز بلند کریں اور اپنا مطالبہ حکومت تک پہنچائیں۔

[illegible]

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حالات سے نہ گھبرائیے

’’یہ تو شیطان ہے، جو تم کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے اگر تم ایمان والے ہو تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو‘‘ (آل عمران:۱۷۵)

وضاحت: دنیا کے اہل باطل کی نفسیات یہی ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ اہل حق کو نت نئے طریقے سے ڈراتے ہیں اور اپنا دھاک جمانے اور مرعوب کرنے کی ہمہ جہت کوشش کرتے ہیں، تاکہ خدا پرست پست ہمت اور بزدل ہو جائے اور اپنے مقام و منصب کو بھلا بیٹھے، لیکن مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ وہ وقتی حالات سے نہ گھبرائیں، حالات سے شکستہ دل نہ ہوں اور مایوس ہو کر نہ بیٹھ جائیں، بلکہ خدا پر بھروسہ رکھیں اور اس کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ آنے دیں، اس لئے کہ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ پوری کائنات سے ڈرتا ہے اور جس کے اندر خشیت ہوتی ہے، اللہ کا ڈر اور خوف ہوتا ہے، کائنات کی ہر چیز اس سے ڈرتی ہے قوموں کے دلوں میں اللہ کی طرف سے اس کا رعب و دبدبہ ڈال دیا جاتا ہے، علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ خدا کا ڈر جب دل میں آجائے تو پھر سب ڈر نکل جاتے ہیں، ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ مومن خدا کی نافرمانی سے ڈرے اور اس کے غضب سے لرزاں و ترساں رہے، کیونکہ نفع و ضرر سب اسی کے ہاتھ میں ہے، کوئی مخلوق ادنی سے ادنی نفع و ضرر پہونچانے پر بدون اس کی مشیت کے قادر نہیں، امام ابن قیم جوزی لکھتے ہیں کہ گناہ کے نقصانات و آفات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگار کے دل میں خوف و رعب ڈال دیتا ہے، چنانچہ وہ ہمیشہ خوف زدہ اور مرعوب پایا جاتا ہے، کیونکہ طاعت و عبادت اللہ تعالیٰ کا ایک مضبوط قلعہ ہے، جو شخص اسلام میں داخل ہو جائے وہ ہر قسم کے دنیوی و اخروی غذاوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جو شخص اس قلعہ سے باہر جائے اسے ہر قسم کا خوف آگھیرتا ہے، اس میں جو لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں، ان پر سارے خوف امن میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں، ان کے لئے تمام امن خوف کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں، گناہ کرنے والے شخص کا قلب ہر وقت پرندے کے بازوؤں کی طرح پھڑ پھڑاتا رہتا ہے، جہاں ذرا سی ہوا کی حرکت سے دروازہ کے ہلنے کی آواز بھی کان میں آگئی تو وہیں تھر تھر کانپنے لگ جاتا ہے کہ کوئی دشمن آپڑا اور جہاں ذرا سی آہٹ بھی معلوم ہوئی تو فوراً موت کا یقین کر لیتا ہے، اگر ادھر ادھر سے آواز سنائی دیتی ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ یہ آواز میرے خلاف ہے، لیکن مومن بندہ اپنے پختہ ایمان و یقین کی بنیاد پر نہ طوفان سے گھبراتا ہے اور نہ حالات سے کبیدہ خاطر ہوتا ہے، اس لئے کہ بزدلی اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، لہذا مسلمانوں کے لئے خواہ ملکی حالات ہوں یا بین الاقوامی سازشیں، ان سے گھبرانا نہیں چاہئے، بلکہ ہر وقت اللہ کا خوف سامنے رکھنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ ہماری ہر چیز کی نگرانی کر رہے ہیں، ہم کبھی بھی اس کی نگرانی سے باہر نہیں جا سکتے۔

شوہر کی تعظیم و تکریم بھی عبادت ہے

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عورت (بیوی) ناراض ہو کر اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گذارتی ہے تو جب تک وہ واپس نہ آجائے، فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں‘‘ (بخاری شریف)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کی خلقت، مزاج اور طبیعت میں قدرے فرق رکھا ہے، مرد جسمانی اعتبار سے طاقت ور ہوتے ہیں، عورتیں کمزور ہوتی ہیں، ان کے اندر قوت برداشت کا بھی فقدان ہوتا ہے، اگر مزاج اور طبیعت کے خلاف کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو وہ جلد مشتعل ہو جاتی ہیں، بپھر جاتی ہیں اور انجام سے بے خبر ہو کر انتقامی جذبے ان کے اندر پروان چڑھنے لگتے ہیں، حدیث شریف میں ان کی اس صنفی کمزوریوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا کہ ان کے اندر دو طرح کے نقائص ہوتے ہیں (۱) نقائص اختیاری اور دوسرے نقائص اضطراری، نقائص اختیاری یہ ہے کہ بسا اوقات وہ غصہ میں آکر شوہر کی ناشکری کرنے لگتی ہیں کہ جب سے اس گھر میں قدم رکھا کبھی آرام و سکون نصیب نہیں ہوا، حالانکہ شوہر کے گھر میں ہمیشہ فارغ البالی کی زندگی گذرتی رہی ہے، کبھی خلاف مزاج بات سنی تو شکوہ و شکایت شروع کر دیتی ہیں کہ تجھ سے میں نے کبھی بھلائی نہیں دیکھی، جس کے نتیجہ میں شوہر کی اطاعت و فرماں برداری میں کوتاہی کرنے لگتی ہیں، بعض جگہ تو عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں اور بعض وقت دونوں طرف سے یہ برتاؤ ہونے لگتا ہے یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، شریعت میں شوہر کی تعظیم و تکریم کو بھی عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے، ایک حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، لیکن سجدہ تو اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں مگر اس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورت کے ذمہ واجب ہے، اگر دونوں ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت رکھیں، مرد عورت کی حق تلفی نہ کرے اور عورتیں مردوں کی تعظیم کریں اور ان کی اطاعت و فرماں برداری کا خیال رکھیں تو ہمارا گھر اور معاشرہ جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، عورتوں کے اندر دوسری صنفی نقص اضطراری ہے کہ جس کو حدیث پاک میں ناقصات عقل و دین سے تعبیر کیا گیا، یہ نقص غیر اختیاری ہے اس کو علاج و معالجہ سے دور نہیں کیا جا سکتا، لیکن اختیاری کی اصلاح ممکن ہے، اول یہ کہ زبان کو قابو میں رکھیں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے زبان دراز عورتوں کی اصلاح و ترتیب پر ایک دلچسپ واقعہ لکھا کہ ایک زبان دراز عورت تھی اس کا شوہر اس کو بہت مارتا تھا، یہ عورت ایک بزرگ کے پاس گئی کہ مجھے ایسا تعویذ دیدیجئے، جس کے اثر سے میرا شوہر مجھے مارا نہ کرے، وہ بزرگ عقلمند تھے، سمجھ گئے کہ یہ زبان درازی کرتی ہوگی، اس لئے پٹتی ہے، آپ نے فرمایا کہ اچھا تم تھوڑا پانی لے آؤ میں اسے پڑھ دوں گا، چنانچہ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب شوہر غصہ ہوا کرے تو اس میں سے ایک چلو منہ میں گھونٹ لے کر بیٹھ جایا کرو، ان شاء اللہ پھر نہیں مارے گا، چنانچہ وہ ایسا ہی کرتی اور منہ میں گھونٹ لے کر بیٹھ جاتی، اب ساری زبان درازی جاتی رہی، بیچاری بولے کیونکر منہ کو تو تالا لگ گیا، اس واقعہ میں بڑی نصیحت ہے، اگر ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں غور کریں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں اور بیوی کا بستر چھوڑ کر جانے کی عادت بھی یہی ختم ہو جائے گی اور وہ فرشتوں کی لعنت سے بھی بچ جائے گی، اصلاح کے بہت سے طریقے ہیں، اخلاقی رزائل سے کنارہ کش ہونا بھی ضروری ہے، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا اور دھوکہ دینا یہ سب بری عادتیں ہیں، جن سے مرد و عورت دونوں کو بچنا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قربانی کس پر ہے

س: قربانی کے وجوب کے لیے کیا نصاب ہے؟ کن لوگوں پر واجب ہے؟

ج: ہر ایسا عاقل و بالغ مقیم مسلمان مرد و عورت جس کے پاس بنیادی ضروریات مثلاً رہائشی مکان، استعمال کے فرنیچر، برتن، لباس اور سواری وغیرہ سے زائد اور قرض سے فاضل ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ رگرام، ۳۶۰ رملی گرام) چاندی، یا ساڑھے سات تولہ (۸۷ رگرام ۴۸۰ رملی گرام) سونا، یا ان میں سے کسی ایک کے بقدر کوئی دوسری مالیت ایام قربانی میں موجود ہو، تو وہ مالک نصاب ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔ ’’و منهــا (اى من شـرائـط وجـوب الأضـحية) الـغـنـى...... وهو أن يكون فى ملكه مائتا درهم أو عشرون دينـاراً أو شـئـئ تبلغ قيمته ذالک سوى مسكنه و ما يتأثث به و كسوته و خادمه و فرسه و سلاحه و مالا يستغنى عنه و هو نصاب صدقة الفطر......و جميع ما ذكرنا من الشروط يستـوى فيهــا الـرجـل و الـمـرأة لأن الـدلائـل لا تـفـصـل بينـهـمـا.‘‘(بدائع الصنائع:۵/۱۹۷-۱۹۶)

کاشت کی زمین نصاب میں شامل ہے یا نہیں

س: بکر کے پاس کاشت کی کچھ زمین ہے، جس سے پیداوار حاصل کرتا ہے، اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

ج: کاشت کی زمین سے پیداوار اتنی حاصل ہو جائے جو صاحب زمین اور اس کے اہل و عیال کے سالانہ خرچ کے لیے کافی ہو اور اس کے علاوہ مقدار نصاب غلہ بچ جائے تو ایسی صورت میں قربانی واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔ اس لیے کہ کاشت کی زمین کے نصاب میں شامل ہونے اور وجوب قربانی کے لیے ضروری ہے کہ سال بھر کے خرچ کے علاوہ مقدار نصاب غلہ موجود ہو۔ ’’إذا كـان لـه عـقـار يستـغله تلزمه الأضحية إذا دخل منه قوت عامه و زاد معه النصاب.‘‘(كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۷۱۶)

مقدار نصاب زیورات ہوں تو وجوب قربانی

س: میری لڑکی بالغہ ہے، اس کو شادی کے موقع پر دینے کے لیے ہم نے کچھ زیورات بنوا رکھے ہیں، جو مقدار نصاب ہیں، کیا میری لڑکی پر قربانی واجب ہوگی؟

ج: صورت مسئولہ میں جب کہ زیورات مقدار نصاب ہیں اور آپ نے ان زیورات کا مالک لڑکی کو بنا دیا ہے، تو قربانی لڑکی پر واجب ہوگی، اور اگر لڑکی کو ابھی مالک نہیں بنایا ہے، بلکہ خود ہی مالک ہیں تو ایسی صورت میں قربانی آپ پر واجب ہوگی۔ ’’الأضـحية واجبة عـلـى كـل حر مسلم مقيم موسر فى يوم الاضحى عن نفسه‘‘(الهدايه: ۳/۴۴۳)

نابالغہ لڑکی مالک نصاب ہو تو قربانی کا حکم

س: میں نے لڑکی کی پیدائش کے بعد ہی زیورات بنوا کر رکھ دیا اور اس کے نام سے اکاؤنٹ کھلوا کر رقم جمع کرنا شروع کر دیا تاکہ اس کی شادی میں کام آئے، لڑکی ابھی نابالغ ہے، لیکن مالک نصاب ہے، ایسی صورت میں کیا اس پر زکوٰۃ و قربانی واجب ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں لڑکی مالک نصاب ہے، لیکن جب تک وہ نابالغہ ہے اس پر زکوٰۃ و قربانی واجب نہیں ہے، بالغہ ہونے کے بعد زکوٰۃ بھی دینی ہوگی اور قربانی بھی کرنی ہوگی۔ ’’و لـو كان للصبى مال فالأصح أنها لا تجب في ماله بالإجماع.‘‘ (الفقه الحنفي و ادلته: ۳/۲۱۴)

مشترک فیملی ہو تو قربانی کا حکم

س: چار بھائیوں کی ایک جوائنٹ فیملی ہے، سب کا کاروبار اور آمدنی کا حساب الگ الگ ہے، لیکن کھانا پینا، چولھا چوکی مشترک ہے، ایسی صورت میں کیا ایک قربانی سب کی طرف سے کافی ہو جائے گی یا ہر ایک کو الگ الگ کرنی ہوگی، جبکہ ہر ایک مالک نصاب ہے؟

ج: گھر میں جتنے بھی لوگ مالک نصاب ہیں، خواہ مرد ہوں یا عورت، ہر ایک پر قربانی واجب ہے، لہٰذا سب کو اپنی طرف سے قربانی کرنی ہوگی، ایک ہی قربانی گھر بھر کی طرف سے کافی نہیں ہوگی۔ ’’الأضـحية واجبة عـلـى كل حر مسلم مقيم موسر في يوم الأضحىٰ عن نفسه‘‘. (الهدايه: ۳/۴۴۳)

مشترک کاروبار ہو تو قربانی کس پر ہے

س: ایک دکان چار بھائیوں کو وراثت میں ملی، چاروں نے مشترک طور پر اس دکان میں کام کرنا اور اس کو بڑھانا شروع کیا، چاروں کا کھانا پینا، رہنا سہنا ایک ساتھ ہے اور گھر کے سارے اخراجات مشترکہ طور پر اسی دکان سے پورے ہوتے ہیں، دکان کی آمدنی ایک جگہ جمع ہوتی ہے، ایسی صورت میں قربانی کس کے ذمہ ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ کاروبار کی مالیت اور اس کی آمدنی کو اگر چار حصوں پر تقسیم کیا جائے اور ہر بھائی کا حصہ مقدار نصاب کو پہونچ جائے تو ایسی صورت میں چاروں بھائیوں پر شرعاً قربانی واجب ہوگی۔ ’’و شرط وجوبها اليسار عند أصحابنا رحمهم الله و الموسر في ظاهر الرواية من له مائتا درهـم أو عشـرون ديـنـاراً أو شـئـي يبـلـغ ذالک‘‘(الفتاوىٰ التـاتـار خـانيـه؛ كتـاب الأضحية: ۱۷/۴۰۵) فقط والله تعالىٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعيه بهار اڑيسه وجهار كهنڈ كا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 23 مورخہ ۱۹رذیقعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۰رجون ۲۰۲۲ء روز سوموار

موجودہ حالت میں کرنے کے کام

یہ سوال آج کے تناظر میں بہت اہم ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں؟ ہمارے خیال میں مسلمانوں کو دو محاذ پر کام کرنے کی ضرورت ہے، ایک محاذ داخلی ہے اور وہی ہماری قوت وطاقت کا سرچشمہ ہے، داخلی طور پر ہمیں دو کام کرنے چاہیے، ایک تو اپنا رشتہ اللہ سے مضبوط کرنا چاہیے، یہ رشتہ ہمارا کمزور ہو گیا ہے، اس لیے اللہ کی نصرت نہیں آرہی ہے، مسلمان مختلف قسم کی پریشانیاں، مصائب اور آلام میں گھر گیا ہے، رجوع الی اللہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ احوال اعمال کے بدلنے سے بدلتے ہیں، عمال (حکمرانوں) کے بدلنے سے نہیں بدلتے جس کی وجہ سے اعمالکم، عمالکم، کہا گیا ہے۔

دوسری چیز ہمارا اتحاد ہے، مسلمان کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ کی بنیاد پر ایک امت ایک جماعت بنایا تھا، ہم نے بہت سارے ناموں پر اپنے کو تقسیم کرلیا ہے، جس سے ہماری قوت منتشر ہوگئی ہے، ہمیں فروعی مسائل سے اوپر اٹھ کر ملی کاموں میں متحدہ جدوجہد کرنی ہوگی، تبھی ہم موجودہ حالات میں پریشانیوں سے نکل پائیں گے۔

دوسرا محال خارجی ہے اس محاذ پر ہمیں منصوبہ بند طریقے پر کام کرنا چاہیے، یہ منصوبہ بندی اتنی مضبوط اور مستحکم ہو کہ فرقہ پرست طاقتیں اس میں گھس پیٹھ کرکے تشدد نہ بھڑکا سکیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ احتجاج، مظاہرے فوری طور پر شروع نہ کردیے جائیں بلکہ بڑوں کے مشورے سے کام کیا جائے، احتجاج کے لیے قانونی طور پر اجازت لینا ضروری ہو تو وہ بھی کیا جائے، جس مسئلے پر احتجاج کرنا ہو، اس کے لیے میمورنڈم وغیرہ تیار کیا جائے اور متعلقہ افسران تک اسے پہنچایا جائے، جو مجرم ہے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کیا جائے، اور آخری حد تک قانون کے دائرے میں رہ کر کام کیا جائے اور قانون اپنے ہاتھ لینے سے ہر ممکن گریز کریں۔

ناجائز بچوں کو بھی وراثت میں حصہ

سپریم کورٹ نے اپنے ایک اہم فیصلے میں طویل زمانہ تک لیوان ریلیشن شپ بغیر شادی کے ساتھ رہنے والے مرد وعورت میں غیر قانونی جنسی تعلق سے پیدا ہونے والے بچے کو بھی والدین کی جائداد میں حصہ کا حقدار قرار دیا ہے، اس کے قبل کیرل ہائی کورٹ نے ۲۰۰۹ء میں لیوان ریلیشن شپ سے ہونے والے بچے کو جائداد میں حصہ دینے سے منع کر دیا تھا، ۱۵رجون ۲۰۱۹ء کو دہلی ہائی کور نے اس فیصلے کے خلاف دوسرا فیصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ طویل مدت تک ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کے تعلقات کو شادی شدہ مانا جائے گا، اور اس بنیاد پر عورت کو حق ہوگا کہ وہ جس مرد کے ساتھ رہ رہی تھی اس سے گذارہ بھتہ بھی حاصل کرے، حالیہ فیصلے میں عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کے جسٹس ایس عبدالنظیر کی قیادت والی بینچ نے بھی دہلی ہائی کورٹ کے فیصلے کو بنیاد بنا کر واضح کیا کہ لمبے عرصہ تک ساتھ رہنے کا مطلب ہے کہ انہوں نے شادی شدہ زندگی گذارنے کا فیصلہ کرلیا ہے، صرف اس لیے کہ رسم ورواج کا سہارا انہوں نے نہیں لیا، انہیں غیر شادی شدہ نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، اس لیے مرد وعورت دونوں کی جائداد میں اس تعلق سے پیدا شدہ لڑکے لڑکیوں کا حصہ ہوگا۔ دراصل عدالت کی سوچ یہ ہے کہ لیوان ریلیشن شپ، بغیر شادی کے ایک ساتھ رہنے کے نتیجے میں جو اولاد ہوئی اس کا تحفظ کیا جائے، بنچ نے جن بنیادوں پر یہ فیصلہ کیا ہے، اس پر ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ ہم قانونی نکات اور اس کے رموز سے واقف نہیں ہیں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اس سے سماج کا برسوں سے چلا آرہا ڈھانچہ منہدم ہو کر رہ جائے گا، شادی بیاہ کے بغیر اب وہ تیزی سے ریلیشن شپ بنائیں گے، عورت کو اطمینان ہوگا کہ اگر یہ الگ ہوا تو ہم گذارہ بھتہ کا دعویٰ کرسکیں گے اور بچوں کو جائیداد سے حصہ مل ہی جائے گا، پھر کیوں شادی کے بندھن میں بندھا جائے، یہ جنسی بے راہ روی کے ایک ایسے دروازہ کو کھولے گا، جس سے گھروں میں ناجائز تعلقات بڑھیں گے اور مغرب کی طرح خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا، اس قسم کے فیصلے سے ہندوستان کی مشرقی روایات کو بھی دھچکا لگتا ہے، جہاں عفت وعصمت کی حفاظت اور جنسی بے راہ روی سے اجتناب کو آج بھی خاصی اہمیت دی جاتی ہے، اور ابھی ہم مغرب میں جانوروں کی طرح جنسی بے راہ روی سے کوسوں دور ہیں۔

اگنی پتھ

بھاجپا کی مودی حکومت کے اب کم وبیش ڈیڑھ سال باقی ہیں، انتخاب سر پر ہے، اس لیے وزیر اعظم نے اعلان کیا ہے کہ ڈیڑھ سال (جو بچے ہوئے ہیں) اس میں سرکار دس لاکھ لوگوں کو نوکری دے گی، اگر مودی جی کے دوسرے فیک جملوں کی طرح یہ صرف جملہ بازی نہ ہو تو یہ ایک بڑا اعلان ہے اور اسے زمین پر اتار دیا گیا تو آئندہ انتخابات میں اس کا فائدہ بھی بی جے پی کو ملے گا، گو اس وقت بھی عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوگی کہ ہر سال جو دو کروڑ ملازمت کا وعدہ آپ نے کیا تھا اس کا کیا رہا، آٹھ سال میں سولہ کروڑ کی نوکری کی جگہ صرف دس لاکھ کیا معنی رکھتا ہے۔

سنٹر فار انڈین اکاڈمی کے سروے کے مطابق ہندوستان میں بے روزگاری کی شرح ۳ء۷رفیصد ہے، ہر سال ۲ء ارکروڑ بے روزگاروں کا اضافہ ہو جاتا ہے، کیوں کہ ان کی عمر ملازمت کی ہو جاتی ہے، مرکزی حکومت کے پاس چالیس لاکھ سات ہزار (4007000) آسامیاں منظور شدہ ہیں، جن میں اکتیس لاکھ اکانوے ہزار (3191000) جگہ پر لوگ کام کر رہے ہیں، آٹھ لاکھ ستاسی ہزار آسامیاں اب بھی خالی پڑی ہیں۔ ۲ردسمبر ۲۰۲۱ء کو پارلیامنٹ میں جو جانکاری دی گئی تھی اس کے مطابق ریلوے میں دو لاکھ سینتیس ہزار دو سو پنچانوے (237295) وزارت داخلہ میں ایک لاکھ اٹھائیس ہزار آٹھ سو بیالیس (128842) محکمہ ڈاک میں نوے ہزار پچاس (90050) شہری دفاع میں دو لاکھ سینتالیس ہزار پانچ سو دو (247502) اور محکمہ انکم ٹیکس میں چھہتر ہزار تین سو ستائیس (76327) آسامیاں خالی ہیں، اگر ان تمام آسامیوں پر بحالی ہو جاتی ہے جو آسان نہیں ہے تو بھی دس لاکھ کی تعداد پوری نہیں ہوگی، الا یہ کہ وزیر اعظم پہلے کی طرح پکوڑے اور ٹائر پنکچر کو بھی روزگار میں شامل کرلیں، حالاں کہ اس کی شمولیت کے بعد بھی یہ سوال اپنی جگہ باقی رہے گا کہ کیا یہ خودکار نظام معاش بھی مرکزی سرکار کی ملازمت کے دائرے میں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ سرکار نے برّی، بحری اور فضائی افواج میں بھی چار سال کے لیے چھیالیس ہزار جوانوں کی بھرتی کا اعلان کیا ہے، اس میں چھ ماہ کی تربیت بھی شامل ہے، اسے اگنی پتھ کا نام دیا گیا ہے، چار سال گذارنے کے بعد پچیس فی صد نوجوانوں کو مستقل ملازمت کا حصہ بنایا جائے گا اور بقیہ پچھتر فی صد نوکری سے ہٹا دیے جائیں گے، ان کا مستقبل کیا ہوگا؟ اگنی پتھ کے ذریعہ بحال جوانوں کو اگنی ویر کا نام دیا گیا ہے، وزیر داخلہ امیت شاہ نے اعلان کیا ہے کہ ایسے جوانوں کو نیم فوجی دستوں میں ترجیحی بنیادوں پر بحال کیا جائے گا، وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ انہیں چار سال کے بعد پنشن تو نہیں البتہ گیارہ لاکھ زائد کا پیکیج دیا جائے گا، جس سے وہ کوئی بھی منافع بخش کاروبار کرسکیں گے، اسی طرح یہ بھی قابل غور ہے کہ ایسے جوان جن کو معلوم ہے کہ وہ چار سال کے بعد ہٹا دیے جائیں گے، مستعدی اور دل جمعی سے کام کر سکیں گے، ؟ اور ایسے غیر مستعد جوانوں سے ملک اور فوج کا کیا بھلا ہوگا۔ اس اعلان کے دوسرے دن ہی احتجاج اور مظاہرے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے، ایسے نوجوان جنہوں نے فوج میں ملازمت کے حصول کی ساری کاروائیاں مکمل کرلی ہیں اور انہیں جوائننگ لیٹر نہیں ملا ہے، سڑکوں پر آگیے ہیں، اور ہندوستان بھر میں خصوصاً بہار، جھارکھنڈ اور یوپی میں ان تحریک کاروں کے اثرات کچھ زیادہ ہی دیکھنے کو ملے، اس اسکیم سے اختلاف فوج میں بھرتی ہونے والے جوانوں ہی کو نہیں، ان ماہرین کو بھی ہے جو فوج میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں، ہندوستانی فوج کے سابق نائب سربراہ لیفٹنٹ جنرل رونت سنگھ کا کہنا ہے کہ چار سال کے اندر ان کے اندر ملک کے لیے جان قربان کرنے کا جذبہ ہی پیدا نہیں ہوگا، ایک دوسرے سابق نائب آرمی چیف کی رائے ہے کہ جو مدت فوجی تربیت کے لیے مقرر کی گئی ہے وہ ناکافی ہے، اتنی کم مدت میں سخت ترین تربیت دینا ممکن ہی نہیں ہے۔

عام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جس طرح اسرائیل میں سبھی کو فوجی تربیت لینی ضروری ہوتی ہے اور یہ مدت وہاں دو سال کی ہے، اسی طرح ہندوستانی حکومت یہاں ایک تجربہ کرنا چاہتی ہے، دھیرے دھیرے اس کا دائرہ وسیع کیا جائے گا، یہ ہوئی نہ بات آم کے آم گٹھلیوں کے دام کی۔

افسر شاہی

ہندوستان میں حکومت، وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ اور ضلع مجسٹریٹ کے ذریعہ چلایا جاتا ہے، ضلع مجسٹریٹ کو چھوڑ کر وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کی کرسی پر براجمان ہونے کے لیے کوئی معیار مقرر نہیں ہے، بس عوام نے اسے چن کر بھیجا ہو، یا جو ہارنے کے بعد بھی عوام کی مرضی کے خلاف پارٹی کی پسند پر راجیہ سبھا یا ودھان پریشد کا رکن بن گیا ہو، کبھی کبھی تو ہارا ہوا آدمی بھی وزیر بنا دیا جاتا ہے اور عوام کی مرضی کا مذاق اڑایا جاتا ہے، چھ ماہ تک وہ بغیر کسی ایوان کا ممبر رہے حکومت کرسکتا ہے، پھر اس منتخب شخص کے لیے پڑھا لکھا ہونا بھی ضروری نہیں ہے، وہ ''لکھ لوڑھا پڑھ پتھر'' بھی ہوسکتا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ قانون سے واقفیت کے بغیر کسی کو وزیر قانون بنا دیا جائے، اور جس نے تعلیم کے میدان میں کوئی سند نہ حاصل کی ہو وہ وزیر تعلیم بنا دیا جائے اور عوام اس کی تعلیمی سند کھوجتی رہ جائے۔

اس صورت حال کا بڑا فائدہ بیوروکریٹ اور افسران اٹھاتے ہیں، اسی لیے آئی ایس، آئی پی اس اور سول سروسز کا امتحان جب کوئی پاس کرتا ہے تو اس کے لیے مبارکبادیوں کا سلسلہ دراز ہوتا ہے، خاندان والوں کے لیے یہ انتہائی فخر اور خوشی کی بات ہوتی ہے، انہیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا بیٹا یا بیٹی حکمراں جماعت کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے اور وہ بہت سارے معاملات پر اپنی صلاحیت سے اثر انداز ہوسکتا ہے، ظاہر ہے ان حضرات کے کام کرنے کے لیے بھی کچھ اصول وضوابط مقرر ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دائرہ کار کیا ہے، اس دائرہ کار میں سب سے اہم کام فائل کی نوٹنگ اور ڈرافٹنگ ہے؛ اس لیے کہ فائل اسی تحریر کے سہارے آگے بڑھتی ہے اور بہت کم معاملات میں اس کے خلاف فیصلہ ہوپاتا ہے، اگر وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم اس کے خلاف ہیں تو اس ڈرافٹ کو بدل دینا ہوتا ہے، پھر حاکم کی منشا کے مطابق نوٹس تیار ہوتے ہیں اور پھر حکم تحریر ہوتا ہے، اب یہ ان کی صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ کس کو کس طرح گھما پھرا دیتے ہیں۔

بعض ایماندار افسروں کو چھوڑ کر عموماً ان کا رویہ پبلک کے ساتھ متکبرانہ ہوتا ہے وہ ان کی بات کو ٹھیک سے سننا کسر شان سمجھتے ہیں، اتنا ہی نہیں وہ اپنے عہدے کا سہارا لے کر بہت سارے غلط کام کر ڈالتے ہیں، ایسا ہی ایک معاملہ دہلی کے تیاگ راج اسٹیڈیم کا سامنے آیا ہے، دہلی سرکار میں انکم ٹیکس محکمہ کے سکریٹری کھروار پر الزام ہے کہ وہ شام کو اسٹیڈیم میں اپنے کتے کو سیر کرانے کے لیے تربیت لینے والے کھلاڑیوں کو باہر نکال دیا کرتے تھے، کوچ بھی اس کی زد میں آتے تھے، ظاہر ہے یہ اپنے عہدے کا بے جا استعمال ہے، چنانچہ جب یہ خبر عام ہوئی تو کھروار کا تبادلہ لداخ اور ان کی آئی اے ایس اہلیہ کو اروناچل پردیش منتقل کیا گیا۔

انڈین اکسپریس کی ایک خبر کے مطابق ایر انڈیا جو اب ٹاٹا گروپ کے پاس ہے، اس میں کئی افسران اکنومی ٹکٹ لیکر بزنس کلاس میں جا بیٹھتے تے، حالاں کہ بزنس کلاس کا کرایہ بہت زیادہ ہوتا ہے، شہری ہوابازی محکمہ کے افسران کے لیے تو یہ روز کا معمول اور روزمرہ کی بات ہے، عہدے کے غلط استعمال کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پولس والوں کو غیر ضروری تشدد کا حکم دیا جائے، جیسے ان دنوں ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہو رہا ہے۔

اس افسوسناک صورت حال اور غلط رویہ سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ ان پر لگام کسا جائے اور ان پر نگاہ رکھی جائے تاکہ وہ من مانا ڈھنگ سے کام کر کے عوام کے لیے پریشانی کا باعث نہ بنیں۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

محمد مظاہر عرف ہیرابابوؒ

جناب محمد مظاہر صاحب عرف ہیرابابو بھی چل بسے، بڑی سرگرم زندگی انہوں نے گذاری، کچھ دنوں سے صاحب فراش تھے، تشخیص کینسر کی ہوئی، پھر رو بصحت ہونے لگے، مرنے سے چند دن قبل طبیعت بگڑی تو پارس ہوسپٹل میں داخل کرایا گیا، وہاں سے وارثین مطمئن نہیں ہوئے تو راجہ بازار کے نیو رو ہوسپٹل میں منتقل کیا گیا، ۸/جون ۲۰۲۲ء کو دن کے ۲/بجے دل کا دورہ پڑا اور تین بجکر پندرہ منٹ پر اس دنیا سے رخت سفر باندھ لیا، جنازہ کی نماز ۹/جون کو دن کے دس بجے دانش اپارٹمنٹ سمن پورہ، راجہ بازار پٹنہ میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے پڑھائی، اور سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں ویٹنری کالج قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، دولڑکی اور ایک لڑکے کو چھوڑا۔

محمد مظاہر بن واقف حسین (م ۱۹۸۵) کا آبائی وطن بھاگرت پور پنڈول موجودہ ضلع مدھوبنی تھا، یہیں وہ ۱۶/جون ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد پنڈول ہائی اسکول سے میٹرک تک کی تعلیم پائی، وہاں سے پٹنہ منتقل ہو گیے اور آئی کام اور بی کام کی تعلیم کامرس کالج پٹنہ سے حاصل کی، ۱۹۶۲ء میں بی کام کیا، اور پھر مگدھ یونیورسیٹی کے لاکالج میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۷ء میں وکالت کی تعلیم مکمل کی لیکن انہوں نے اسے کسی بھی مرحلہ میں ذریعہ معاش نہیں بنایا۔

محمد مظاہر صاحب اپنے علاقہ میں ہیرابابو کے نام سے مشہور تھے، ان کی نانی ہال سوبھن ضلع دربھنگہ تھی، شادی تاج پور موجودہ ضلع سمستی پور میں عبدالوہاب (م ۱۹۸۸) بن عبداللہ مختار کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی، معاشی تگ ودو کا آغاز انہوں نے ایل آئی سی کے ذریعہ کیا، لیکن علماء سے تعلق خصوصا مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی قاضی القضاۃ امارت شرعیہ سے رابطہ کی وجہ سے دوتین سال سے زائد اس کام سے جڑے نہ رہ سکے، اس وقت اسلامک فقہ اکیڈمی کا فیصلہ دفع ضرر، رفع حرج کی وجہ سے ال آئی سی کرانے کی گنجائش کا نہیں آیا تھا اور اس کام کو منکرات کا ہی ایک حصہ سمجھا جاتا تھا، اس سے الگ ہو کر انہوں نے بہار اسکول اکزامنیشن بورڈ میں ملازمت اختیار کرلی، یہ ۱۹۷۵ء کا سال تھا، مسلسل وہاں کام کرتے رہے اور سبکدوشی کی عمر کو پہونچ کر ۲۰۰۱ء میں اس ملازمت سے رشتہ توڑا، پہلے تعلیم اور پھر ملازمت کی وجہ سے انہوں نے پٹنہ کو اپنا وطن ثانی بنایا، سبکدوشی کے بعد سے وہ حسن پیلیس سمن پورہ راجا بازار، پٹنہ میں قیام پذیر تھے۔

محمد مظاہر صاحب کا رشتہ امارت شرعیہ سے بڑا مضبوط اور مستحکم تھا، واقعہ یہ ہے کہ امارت شرعیہ کے بے غرض اور بے لوث فدائین کی کوئی مختصر سی فہرست تیار کی جائے گی تو اس میں محمد مظاہر صاحب کا نام ضرور آئے گا، وہ امارت شرعیہ کے اکابر اور امراء شریعت سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے، انہوں نے چار امراء شریعت کے دور میں امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد کو زمین پر اتارنے اور ان کے احکام کو عوام تک پہونچانے کے لیے سرگرام جدوجہد کی۔ عرصہ دراز سے امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، وہ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۳ء تک مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ کی مجلس منتظمہ کے سکریٹری رہے اور اپنی توانائی سے جس قدر وہ اس ادارہ کو مضبوط کر سکتے تھے کیا، وہ عمر کے آخری دن تک امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے، وہ آل انڈیا ملی کونسل کے قیام کے وقت سے ہی بحیثیت رکن اس سے جڑ گئے تھے اور بہار میں جناب راغب احسن ایڈوکیٹ، مفتی نسیم احمد قاسمی، راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) اور مولانا مشہود احمد قادری ندوی کے دور سکریٹری شپ میں بھرپور حصہ داری نبھائی، بعد میں وہ ایڈہاک کمیٹی ملی کونسل کے کنوینر بنے اور بہار انتخاب کے بعد ملی کونسل کے لیے بھی کام کرتے رہے۔

محمد مظاہر صاحب کی خدمت کا ایک بڑا میدان عازمین حج کی خدمت کا تھا، سبکدوشی سے قبل جز وقتی اور سبکدوشی کے بعد کل وقتی طور پر عازمین کو سفر حج پر روانہ کرنے سے قبل ان کے مسائل ومشکلات اور کاغذات کی تیاری میں کم از کم چار چیرمین کے دور میں پوری تندہی سے کام کرتے میں نے ان کو دیکھا ہے، کبرسنی کے باوجود وہ بڑے چاق وچوبند رہتے اور اس قدر خدمت کرتے کہ نوجوان خادم الحجاج بھی پسینے پسینے ہو جاتے، کم از کم ایک ماہ وہ دن رات حج ہاؤس میں قیام پذیر ہو جاتے اور جو کام بھی انہیں دیا جاتا اس میں جی جان سے لگ جاتے۔

تعلیم کے میدان میں بھی محمد مظاہر صاحب کی خدمات بڑی وقیع تھیں وہ ۱۹۸۵ء سے تاحال عبدالصمد اردو گرلس ہائی اسکول کے سکریٹری تھے، لڑکیوں کی تعلیم کے فروغ میں اس اسکول کی بڑی اہمیت رہی ہے، اس کے علاوہ انہوں نے ایک مدرسہ سلیم العلوم کے نام سے اپنے گاؤں بھاگرت پور پنڈول میں کھولا تھا، اسے انہوں نے مدرسہ بورڈ سے ملحق بھی کروالیا تھا، البتہ ابھی گرانٹ نہیں مل پائی تھی۔

محمد مظاہر صاحب ان لوگوں میں تھے جن کا دل مسجد میں لٹکا ہوتا ہے، احادیث میں ایسے لوگوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، وہ ۱۹۸۵ء سے ۲۰۰۹ء تک پٹنہ جنکشن مسجد کے سکریٹری رہے، ۲۰۲۱ء میں انہیں دوبارہ سکریٹری بنایا گیا، لیکن انہوں نے اپنی علالت طبع اور کبرسنی کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا، عام طور سے پٹنہ جنکشن مسجد کے ایک کمرہ میں نیچے محمد مظاہر صاحب، جناب ہارون رشید مرحوم سابق چیرمین اقلیتی کمیشن اور صغیر احمد صاحب کی مجلس لگتی، جیب خاص سے چائے وغیرہ کا دور چلتا، امارت شرعیہ کا کوئی کارکن یا ذمہ دار پہونچتا تو اس کی بھرپور پذیرائی کرتے، انہوں نے مولانا اکرام صاحب جوان کے وقت میں پٹنہ جنکشن مسجد کے امام تھے، کہہ رکھا تھا کہ امارت شرعیہ کی طرف سے کوئی اعلان آئے یا کوئی خطیب بھیجا جائے تو مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے، اعلان کیجئے اور موقع دیجیے، چنانچہ جب کبھی ہم لوگ گیے، پٹنہ جنکشن کے منبر ومحراب ہم لوگوں کے حوالے ہو جاتے۔

میرا ان سے ذاتی تعلق امارت شرعیہ آنے کے قبل سے تھا، ہم لوگوں کا انتخاب ایک ساتھ حج ٹریز کی حیثیت سے ہوا تھا، اور دہلی میں بچوں کے گھر میں ٹریننگ کے درمیان ہم لوگ ساتھ ساتھ رہے تھے، اس ملاقات اور تعلق کو وہ بہت اہمیت دیتے تھے، پھر جب ۲۰۰۳ء میں نائب ناظم کی حیثیت سے حضرت امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین کے خصوصی حکم سے میں یہاں کام کرنے لگا تو گھنٹوں مختلف امور پر ہم لوگوں کا تبادلہ خیال ہوتا رہتا تھا، اور وہ ملی مسائل اور تعلیمی امور پر کھل کر اظہار خیال کیا کرتے تھے۔

محمد مظاہر صاحب چلے گیے، بڑی صداقت یہی ہے کہ جو آیا ہے اسے اس دنیا سے جانا ہے، اس حقیقت کو جاننے کے باوجود جدائی کا غم تو فطری ہے، ہم سب ان کی جدائی سے غمگین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل دے اور جن اداروں سے وہ متعلق تھے انہیں ان کا نعم البدل مل جائے، ہم سب کو اس کی دعا کرنی چاہیے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

کتابوں کی دنیا — ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

مناسک حج وعمرہ مع چہل احادیث

مناسک حج وعمرہ اور اس سے متعلق آیات واحادیث پر مشتمل کتابیں سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں، ہر مصنف اور مؤلف نے اپنے اپنے انداز میں کتاب کے خدوخال بنانے اور اس کے مطابق کتاب میں رنگ بھرنے کا کام کیا ہے، حج کے مسائل پر جو کتابیں اب تک تصنیف کی گئی ہیں، ان کی تفصیل بیان کروں تو بات لمبی ہو جائے گی، احادیث وفقہ کی تمام کتابوں میں ''کتاب الحج'' موجود ہے، ہمارے دور میں جو چند کتابیں رہنمائی کے لئے موجود ہیں، اور مقبول ہیں ان میں مولانا قاری مولانا سعید احمد مظاہری کی ''معلم الحجاج''، مولانا مرغوب احمد لاجپوری کی ''تحفۂ حجاج''، مولانا رفعت قاسمی کی ''مکمل ومدلل مسائل حج وعمرہ''، مفتی شبیر احمد قاسمی کی ''انوار مناسک''، مفتی عبدالحیٔ قاسمی کی ''رہبر حج''، حاجی محمود عالم کی ''رہنمائے حج وزیارت'' اور راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) کی کتاب ''عمرہ حج وزیارت، سفر محبت وعبادت'' وغیرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی، مولانا پروفیسر آفتاب عالم صاحب قاسمی (ولادت یکم اپریل ۱۹۶۶ء) بن طفیل احمد (م ۱۶/جولائی ۲۰۱۰ء) بن ایوب علی بن عبدالغفار ساکن بیل پکونہ ضلع مظفرپور حال مقام مدنی نگر مہوا ویشالی کی تصنیف ''مناسک حج وعمرہ مع چہل احادیث'' ہے۔

مولانا آفتاب عالم صاحب دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں، حج وعمرہ کے مسائل پر ان کی نظر ہے، جزئیات کا استحضار ہے، فراغت کے بعد انہوں نے یونیورسٹی سے ایم اے، فارسی واردو میں کیا ہے اور معاصرین میں ممتاز رہے، مختلف اوقات میں مکتب کی معلمی، مدرسہ کی تدریس ونظامت اور کالج میں لکچرر ہونے کے ساتھ ساتھ انہوں نے مہوا میں تجارت شروع کیا اور ظروف کی خرید وفروخت کو اپنایا، اللہ نے اس کام میں برکت دی اور اب ان کا شمار مہوا کے کامیاب تاجروں میں ہوتا ہے، ان دنوں وہ مدنی مسجد مہوا کے صدر بھی ہیں۔ اس حوالہ سے بھی ان کی محنت قابل ستائش ہے۔

مولانا موصوف نے اس کتاب میں قرآن واحادیث کے حوالہ سے حج وعمرہ کے طریقے اور دعاؤں کا ذخیرہ جمع کیا ہے اور بڑی حد تک حج وعمرہ اور اس کی ادائیگی کے طریقے کی جزئیات کا احاطہ کیا ہے، کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے، جن کی تفصیلات کتاب کے شروع میں مؤلف کے قلم سے ہے اور کافی وشافی ہے۔

کتاب کے اخیر میں ''میرے شب وروز'' کے عنوان سے مولانا کی آپ بیتی، اس میں انہوں نے اپنی زندگی کے واقعات، مخلصین، محبین اور اپنے اہل خانہ کا تذکرہ داستانی انداز میں کیا ہے، یہ ''لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم'' کے مصداق طویل ہو گیا ہے، اس مضمون میں جن لوگوں کا شکریہ ادا کیا ہے ان کی تعداد ایک درجن سے کم نہیں ہے، من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گذار بھی نہیں ہوسکتا کی وجہ سے یہ ضروری بھی تھا۔

انتساب کے بعد اس کتاب پر ''حرف چند'' راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) ''کلمات تحسین'' مولانا ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی شمسی اور ''نگاہ اولیں'' مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری کا ہے، اس کے بعد مولانا نے ''آئینۂ کتاب'' کے عنوان سے تفصیلی طور پر اس کتاب کا خلاصہ قاری کے سامنے رکھ دیا ہے، یہ طویل ہے، لیکن کتاب میں کیا کچھ ہے اس سے ابتدائی اور اجمالی واقفیت کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس باب کے اخیر میں مولانا نے داستانی انداز میں اپنی آپ بیتی شروع کر دی ہے اور بہت سارے لوگوں کا نام ذکر کر کے اس باب کو اختتام تک پہونچایا ہے، یقیناً بہت سارے کام ''بمدخوش کرنی'' کرنے ہوتے ہیں، نہ کیجئے تو آدمی خود بھی دخیل ہو کے کر، کرالیتا ہے، کبھی کبھی تو یہ دخیل ہونے والے لووگ اس قدر جری ہوتے ہیں کہ اپنی مدح وستائش کا پورا پورا پیراگراف بڑھا دیتے ہیں، کبھی معاملہ اس سے آگے بڑھ جاتا ہے اور ٹائٹل تک پر تصرف سے باز نہیں آتے، صاحب کتاب کا قصور صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس نے کسی صاحب پر اعتماد کر کے طباعت کا کام اس کے حوالہ کر دیا، یہ ایک اوچھی گھنونی حرکت ہے، اور صاحب کتاب کے اعتماد کو ٹھیس پہونچانے والی بات ہے، ناموں کی بھیڑ میں یہ تمیز کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ اس طویل فہرست میں کون کون خارج سے داخل ہو گیا۔ اس غیر ضروری دخول کی وجہ سے بعض ناموں میں تکرار ہو جاتا ہے، حالاں کہ اس میں تکرار سے بچنا ضروری ہوتا ہے، سہرے اور مضامین میں ناموں کی لمبی فہرست سے قاری کو بوریت محسوس ہوتی ہے، اگر وہ شروع میں ہی بور ہو گیا تو بغیر پڑھے کتاب رکھ دے گا۔ جو یقیناً بڑا نقصان ہے۔

اس باب میں داستان کا دوسرا حصہ ''زیارت حرمین اور دل کی باتیں'' ہیں، یہ مختصر ہے، اور اصلاً سفرنامۂ عمرہ ہے۔ جس میں مولانا نے واردات قلبی کو الفاظ کا پیرہن بخشا ہے، یہ داستان دل پذیر ہے اور قارئین کے شوقِ حج وزیارت کو مہمیز کرنے والی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۳/پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی کا تقویٰ

اورنگ زیب عالمگیر کی بیگم جہاں زیب بانو کے جسم میں ایک پھوڑا نکل آیا، پھوڑا کسی طرح ٹھیک نہیں ہوا، اس زمانے میں ایک انگریز ڈاکٹر مارٹن ہندستان آیا ہوا تھا، اس سے اس سلسلہ میں بات کی گئی، اس نے کہا کہ پھوڑا کا معائنہ کرنا ہوگا، ملکہ کو یہ بات بتائی گئی، انہوں نے کہا کسی خاتون ڈاکٹر کو بھیج دیا جائے، ڈاکٹر نے ایک عورت کو بھیج دیا، ملکہ نے پھوڑے کے معائنہ سے پہلے پوچھا تم شراب پینے کی عادی تو نہیں ہو؟ اس نے کہا، شراب تو میں پیتی ہوں، تب ملکہ نے کہا، کوئی شرابی عورت میرے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتی، وہ عورت شرمندہ ہوکر واپس لوٹ گئی، ڈاکٹر کے پاس کوئی اور ایسی عورت نہیں تھی جو پھوڑے کا معائنہ کر کے ڈاکٹر کو بتا سکے، چنانچہ ملکہ دو سال تک اسی پھوڑے کے مرض میں مبتلا رہی اور اللہ رب العزت سے جا ملی، لیکن اس نے ایک شرابی عورت کو اپنے جسم کو چھونے نہ دیا۔

شیر جنگل میں چلا گیا

علامہ دمیری نے حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کسی جگہ سفر کر رہے تھے، دیکھا کہ ایک جگہ لوگ خوف زدہ ہیں اور ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں، پوچھا کہ کیا ہوا، کیوں خوف زدہ ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں جنگل سے ایک شیر آ گیا ہے اور فلاں جگہ ہے، اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر اپنے اونٹ سے اترے اور اس شیر کا کان پکڑا اور فرمایا کیوں لوگوں کو پریشان کر رہے ہو؟ چل اپنی جگہ جا، فوراً وہ وہاں سے نکل گیا اور جنگل میں چلا گیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس شخص اور جس مخلوق کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا اللہ اس کے دل میں شیروں کا ڈر پیدا کر دیتا ہے، جو لوگ نیک اور صالح ہوتے ہیں ان کے لئے شیر خود یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے صالح اور نیک لوگوں پر مسلط نہ فرما (حیوۃ الحیوان، ص: ۴۵)

حضرت فاطمہؓ کا ایثار

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا گلوبند دیکھا اور یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے لئے خریدا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا: کیوں فاطمہ، لوگ تمہارا زیور دیکھ کر یہ نہ کہیں کہ محمد کی بیٹی فاطمہ امیروں کا ساز یور پہنتی ہے، اتنا سنتے ہی فاطمہؓ نے اسے توڑ ڈالا اور بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

ایک طبیب سے گناہوں کے نسخہ کا مطالبہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طبیب کو دیکھا کہ اس کے ارد گرد مردوں اور عورتوں کا مجمع ہے اور وہ ہر ایک کو مناسب دوا بتاتا ہے میں نے بھی اس کے قریب جا کر سلام کیا اور کہا آپ مجھے ''ذنوب'' کی دوا بتائیے۔ اس نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اٹھا کر کہا اگر میں بیان کروں تو سمجھو گے؟ میں نے کہا ان شاء اللہ تعالیٰ، کہا اور یہ اجزاء جمع کرلو۔ بیخ فقر، برگ صبر، ہلیلۂ تواضع، ہلیلۂ خضوع، روغن بنفشہ ہیبت، خطمی محبت، تمر ہندی سکینت، گلاب صدق ان سب اجزاء کو لیکر احکام کی دیگچی میں ڈال کر آب احکام سے تر کر کے اس کے نیچے نار اشتیاق وشوزش روشن کرو اور کفچہ عظمت سے ہلاؤ کہ اس پر حکمت کا کف آجاوے، جب صفاء فکر سے خوب صاف ہو جائے تو اس کو جامِ ذکر میں رکھو اور پھر رضائی چھلنی سے صاف کر کے اس میں محمودۂ انابتہ اور عمل میں سعی کرنے کی مقل اور ملائی جائے پھر حانوت خلوت میں جا کر پیو۔ اور آبِ وفا سے کلی کرلو اور خوف اور گرسنگی کی مسواک کرو اوپر سے قناعت کا سیب کھالو اور پھر اپنے لبوں کو اعراض ماسوائے اللہ کے رومال سے صاف کرلو، یہ شربت ان شاء اللہ گناہوں کو بالکل زائل کر دے گا اور اللہ تعالیٰ کا قرب عطا فرمائے گا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ایک دلچسپ بیان

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بہت سے ایسے بندے ہیں کہ انہوں نے گناہوں کے بہت سے درخت لگائے اور پھر ان کو آبِ توبہ سے سینچا تو ان کو ندامت اور حزن کے پھل لگے اور بغیر جنون کے مجنون بن گئے اور بلا کسی عیب کے کند ذہن بن گئے اور باوجود فصیح وبلیغ ہونے کے گونگے ہو گئے اور حالت ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت میں وہ کامل ہیں، پھر انہوں نے جام صفا پیا تو ان کو طول بلا کے ساتھ صبر کی میراث ملی، پھر ان کے دل ملکوت میں واللہ حیران ہوئے اور ان کے افکار وجبروت کے سراپردوں میں جولانی کرنے لگے اور خطاؤں کے صحیفہ کی تلاوت میں مشغول ہوئے (یعنی ان کی اپنی خطائیں پیش نظر ہو گئیں) اور جزع وفزع کی دولت ان کو ملی، یہاں تک کہ وہ درع کے زینہ کے ذریعہ بامِ زہد پر پہنچ گئے اور ترکِ دنیا کی تلخی انہیں شیریں معلوم ہونے لگی اور سخت بستر کو وہ مثل حریر (ریشم) نرم سمجھنے لگے، یہاں تک کہ وہ کمند نجات اور سلامتی کے عروۂ وثقیٰ (مضبوط دستہ) سے فائز ہوئے اور ان کی ارواح ملاء اعلیٰ کی سیر کرنے لگیں اور بستان نعیم (نعمتوں کے باغ) میں مقیم ہو گئے اور بحر حیات (زندگی کے سمندر) میں گھس گئے اور خواہشاتِ نفسیات کے پلوں سے گذر کر صحن علم میں جا اترے اور حوضِ حکمت سے سیراب ہوئے اور کشتی عطیہ میں سوار ہو کر بستان راحت اور معدنِ عز وکرامت میں پہنچ گئے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کی مناجات

حضرت ذوالنونؒ اپنی مناجات میں فرماتے ہیں اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دیجئے جن کی ارواح عالم ملکوت میں حیران ہیں اور جن کے لئے جبروت کے حجاب کھول دیئے گئے ہیں اور بحر یقین (یقین کے سمندر) میں غوطہ مار رہے ہیں اور بستان متقین (اللہ سے ڈرنے والوں کے باغ) میں گشت لگا رہے ہیں اور توکل (خدا پر بھروسہ) کی کشتی میں سوار ہیں اور جداول قرب (اللہ کی نزدیکی کی کیاریوں) میں ہوائے محبت سے بہہ کر اخلاص کے کنارے پر آ لگے ہیں اور بار خطیات کو پس پشت ڈال کر طاعت کو لے لیا ہے برحمتک یا ارحم الراحمین

اولیاء اللہ کا شہر

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ پر نو اولیاء اللہ کو دیکھا میں ان کے پیچھے ہولیا اور ان میں سے ایک نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا تمہارے پاس۔ کیوں کہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں نے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:''المرء مع من احب'' (یعنی آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہے) پھر ایک نے ان میں سے کہا جہاں ہم جاتے ہیں وہاں تم نہیں جا سکتے کیوں کہ وہاں وہ شخص جا سکتا ہے جس کی عمر چالیس سال ہو۔ پھر ایک اور نے کہا آنے دو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی وہاں جانا نصیب کر دے۔

القصہ میں چلا اور زمین ہمارے نیچے سے خود بخود قطع ہو جاتی تھی۔ چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچے کہ وہ چاندی سونے سے بنایا گیا تھا وہاں کے درخت گنجان تھے اور نہریں جاری تھیں اور عمدہ عمدہ میوے بکثرت تھے۔

غرض ہم اس شہر کے اندر گئے اور وہاں سے انواع در انواع کے میوے کھائے اور تین سیب وہاں سے میں نے اپنے پاس رکھ لئے اور انہوں نے بالکل منع نہیں کیا۔ جب وہاں سے واپس آنے لگے تو میں نے پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ فرمایا اولیاء اللہ کا شہر ہے۔ جب ان کا سیر کرنے کو جی چاہتا ہوں تو جہاں کہیں وہ ہوں ان کے سامنے یہ شہر ظاہر ہو جاتا ہے لیکن چالیس سال کی عمر سے کم سوائے تیرے یہاں آج تک کوئی نہیں آیا۔

پھر جب مکہ آئے تو میں نے ایک دامغانی کو ان سیبوں میں سے ایک سیب دیا۔ اس نے پھینک دیا۔ اس پر میرے ہمراہیوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ جب تو بھوکا ہو تو اس باقی سیب کو کھالینا۔ وہ بدستور رہے گا۔ فنا نہ ہوگا۔

پھر میں اپنے گھر آیا اور میرے پاس ایک سیب باقی تھا میری بہن آ کر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بھائی جو تم ہمارے واسطے سفر سے ایک چیز لائے ہو وہ لاؤ۔ میں نے کہا کیا عجیب چیز لاتا مجھے دنیا کی کیا چیز میسر ہوتی ہے جو تمہارے لئے لاتا، اس نے کہا وہ سیب کہاں ہے؟ میں نے اسے چھپالیا اور کہا کون سا سیب اس نے کہا ہم سے کیوں چھپاتے ہو۔ تمہیں تو اس شہر کی سیر دھکے کھا کے نصیب ہوئی اور مجھے تو بیس برس کی عمر ہی میں اس شہر میں لے گئے تھے اور واللہ بغیر میری خواہش کے مجھے بلایا گیا تھا، میں نے کہا بہن یہ کیا کہتی ہو مجھ سے تو ایک بزرگ نے فرمایا کہ چالیس سال سے کم عمر والا اس میں کوئی آج تک سوائے تیرے نہیں آیا، کہا ہاں یہ قاعدہ مریدین اور عشاق کے لئے ہے اور جو مراد اور محبوب ہیں وہ اس میں جب چاہیں جا سکتے ہیں اور اس سے کچھ راضی نہیں ہوتے اور جب تم چاہو میں اس شہر کو دکھلا سکتی ہوں۔ میں نے کہا اچھا دکھاؤ۔ اس نے کہا اچھا دکھاتی ہوں یہ کہہ کر آواز دی کہ اے شہر حاضر ہو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے کہتے ہی بعینہ وہی شہر آنکھوں سے دیکھ لیا اور دیکھا کہ وہ شہر میری بہن کی طرف جھک رہا ہے۔ میری بہن نے اس کی طرف جھک رہا ہے۔ میری بہن نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر مجھ سے پوچھا اب بتاؤ تمہارا سیب کہاں ہے؟ اس کے بعد وہ سیب جو میرے اوپر تھا مجھ پر گر پڑا میں عجیب معاملہ دیکھ کر ہنسا۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر میں نے اپنے آپ کو بہت حقیر سمجھا اور میں پہلے نہ جانتا تھا کہ میری بہن بھی ایسے لوگوں میں سے ہے۔

مہمان کی آمد پر دودھ وشہد دینے والی بکری کا عطیہ

شیخ ابو الربیع مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ایک بستی میں ایک عورت بہت صالح اور خدا پرست ہے اگرچہ میری عادت کسی عورت کی زیارت کی نہ تھی لیکن اس کی کرامت کی شہرت نے مجھے اس کی زیارت پر مستعد کیا اور وہ ولیہ فضہ کے نام سے مشہور تھی۔ القصہ میں نے اس شہر میں جا کر اس کی یہ کرامت سنی کہ اس کے پاس ایک بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے۔ میں ایک پیالہ خرید کر اس کے پاس گیا، جا کر سلام کیا، سلام کے بعد عرض کیا کہ میں آپ کی بکری کی برکات سے متمتع ہو سکتا ہوں۔ اس نے وہ بکری مجھے دے دی میں نے اس کو دوہا واقعی اس نے دودھ اور شہد دیا، یہ عجیب وغریب واقعہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔

میں نے پوچھا یہ بکری تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ کہا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ ہمارے پاس ایک بکری تھی اور ہم لوگ محتاج اور فقیر تھے کچھ ہمارے پاس نہ تھا عید کا روز جب آیا تو میرے شوہر نے جو ایک مرد صالح تھا کہا ہم آج اس بکری کو ذبح کریں۔ میں نے کہا اس بکری کو ذبح نہ کرو کیوں کہ قربانی ہمارے ذمہ فرض تو ہے نہیں اگر ہم نہ کریں گے تو ہم کو اجازت ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ ہم کو اس بکری کی احتجاج رہتی ہے۔

یہ بات میرے شوہر کو پسند آئی اور ذبح نہ کی، ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ہمارے یہاں ایک مہمان آ گیا، میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ آج مہمان آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو مہمان کی مدارات کا حکم فرمایا ہے اس لئے مناسب ہے کہ آج اس بکری کو ذبح کر ڈالو، جب اس کے ذبح کا ارادہ ہوا تو یہ خیال آیا کہ اس کے ننھے ننھے بچے اسے ذبح ہوتے دیکھ کر سخت پریشان ہونگے، اس لئے میں نے شوہر سے کہا کہ اسے باہر لے جاؤ اور دیوار کے نیچے ذبح کرلاؤ۔

کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کھڑی ہے میں سمجھی کہ شاید بکری قابو میں نہیں آئی اور بھاگ کر چلی آئی ہے میں اس کے دیکھنے کے لئے چلی دیکھا کہ میرا شوہر بکری کی کھال کھینچ رہا ہے، میں نے اس دوسری بکری کا قصہ بیان کیا۔ کہا کہ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ہم کو اچھی بکری عطا فرمائی ہو۔ دیکھا وہ نئی بکری دودھ اور شہد دیتی ہے اور وہ پہلی صرف دودھ دیتی تھی، مہمان کی مدارات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ برکت عطا فرمائی۔

پھر اس عورت نے اپنے معتقدین سے خطاب کر کے فرمایا کہ بیٹو! یہ ہماری بکری تمہارے قلوب میں چرتی ہے اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر تمہارے دلوں میں کچھ تغیر ہوگا تو دودھ میں بھی خرابی ہوگی، اس لئے تمہیں چاہئے کہ اپنے دلوں کو سنوارو۔

Scanned with CamScanner

سفر حج کا توشہ

مولانا نورالحق رحمانی

وزارت اوقاف والشئون الاسلامیہ سعودی عرب کی طرف سے ایک عربی مجلّہ "التوعیة الاسلامیة" کے عنوان سے شائع ہوتا ہے جس میں حج وعمرہ کے موضوع پر مقالات ومضامین ہوتے ہیں، اسی کے شمارہ نمبر (۲۳۱) میں ایک مضمون شیخ عبداللہ بن صالح قصیر کا زاد الحجاج والمعتمر (حج وعمرہ کرنے والے کا توشہ) کے عنوان سے شائع ہوا ہے، یہ اسی مضمون کا خلاصہ ہے، اس مضمون کی اہمیت اس لئے ہے کہ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو اس سفر میں زادراہ ساتھ لیجانے کا حکم دیا ہے، عام طور پر لوگ حج کے سفر کی تیاری تو خوب کرتے ہیں اور ضرورت کی تمام چیزیں مہیا کرتے ہیں، لیکن اس سفر کیلئے جو اصل توشہ ہے اس کی طرف سے عام طور پر غفلت برتی جاتی ہے، شیخ نے اس مضمون میں آٹھ امور کا تذکرہ کیا ہے، اس سفر پر جانے والوں کی خدمت میں انہیں اس امید کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ وہ ان کا خاص خیال رکھیں تا کہ ان کا حج وعمرہ مقبول اور اجر وثواب کا باعث بنے (مترجم)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے گھر "بیت اللہ الحرام" کا حج کرنے والوں کو زادراہ ساتھ لے جانے کا حکم دیا ہے، ارشاد باری ہے: "وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ زَادِ التَّقْوٰى" (البقرہ:۱۹۷)۔ اور اپنے ساتھ زادراہ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے۔ اس آیت میں بندوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے حج کے لئے زادراہ ساتھ لیجائیں اور یہ کہ وہ اپنے تمام کاموں میں اللہ سے ڈریں، دنیا میں اللہ کا بندہ دنیا وآخرت کیلئے جو توشہ جمع کرتا ہے ان میں تقویٰ بہترین لباس اور بہترین توشہ ہے، اللہ کے نزدیک متقیوں کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے، اس آیت میں یہ تنبیہ کی ہے کہ تقویٰ کے ذریعہ سے وہ لوگ آراستہ ہوتے ہیں جو راجح عقل اور پاکیزہ جذبات کے حامل ہوتے ہیں، جن کی نظر چیزوں کے انجام وعواقب پر ہوتی ہے اور جو قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں، اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز سے واقف ہے، وہی لوگ ہیں جو اللہ کی مراد کو سمجھتے ہیں اور ایسا عمل کرتے ہیں جو انہیں دنیا وآخرت کی سعادت وکامرانی سے ہم کنار کرے۔

حاجی کو زادراہ کے طور پر جن امور کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں: **۱- اخلاص وللہیت:** سب سے پہلی چیز جو حاجی کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس کا یہ سفر خالص اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے ہو، ریا وشہرت یا کسی دنیاوی غرض کے لئے نہ ہو، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "قُلْ اِنِّىٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ" (الزمر:۱۱) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں۔ اور اس کا فرمان ہے: آپ کہہ دیجئے کہ بیشک میری نماز اور ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا خالص اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔ (الأنعام:۱۶۲،۱۶۳) اور اس کا فرمان ہے: جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو ہم ان کے اعمال کا بدلہ یہیں انہیں مکمل طور پر دے دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں آگ کے سوا اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں وہ سب اکارت ہے اور ان کے اعمال باطل ہونے والے ہیں۔ (ہود:۱۵-۱۶)

۲- مال حلال: ۔ اس سفر کے لئے مال کا حلال ہونا ضروری ہے، حرام اور مشتبہ مال سے بالکلیہ پرہیز کیا جائے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک مال ہی کو قبول کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے بارے میں جس کا کھانا پینا اور لباس وپوشاک حرام ہو اس کے بارے میں فرمایا: "فأنیٰ یستجاب لذلک" (ایسے شخص کی دعاء کہاں سے قبول ہوگی)

۳- اچھے رفقاء کا انتخاب: ۔

یہ مبارک سفر ایسے رفقاء کے ساتھ ہو جو صالح ہوں اور خیر کے کاموں میں اس کی مدد کریں، اگر کسی مسئلہ کی واقفیت نہ ہو تو وہ بتلادیں، اگر بھول چوک ہو تو وہ یاد دلادیں، ظلم وتعدی اور گناہ ومعصیت کے کاموں سے اسے باز رکھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاتصاحب إلا مؤمنا" یعنی تم مومن ہی کے ساتھ رہو۔ (الکھف:۲۸)

۴- دینی علم حاصل کرنا: ۔ سفر حج سے قبل بھی اور سفر کے دوران بھی دین کا علم حاصل کرے، خصوصاً حج وعمرہ کے احکام ومسائل معلوم کرے تا کہ اس کے تمام اعمال ومناسک شریعت اور سنت کے مطابق ہوں تا کہ غلطی سے اور تعب ومشقت سے محفوظ رہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ. اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ" (الزمر:۹) آپ ان سے پوچھئے، کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں، یقیناً نصیحت وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خُذُوْا عَنِّى مَنَاسِكَكُمْ" تم مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو، اور آپ نے فرمایا: "مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ" اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ دیتے ہیں، حج کمیٹی کے تحت ۴۲ سے ۴۵؍ دنوں کا یہ سفر ہوتا ہے، آٹھ دن مدینہ منورہ میں اور ایک ماہ سے کچھ زیادہ مکہ معظمہ میں قیام ہوتا ہے، حرمین شریفین اور حج کے ایام میں منیٰ عرفات اور مزدلفہ میں بھی دینی موضوعات خصوصاً حج کے مسائل پر لکچر کا اہتمام ہوتا ہے، حرم شریف میں اردو میں بھی علماء کا خطاب ہوتا ہے، ان میں شریک ہوکر استفادہ کرے اور علماء سے مسائل دریافت کرتا رہے۔

۵- توقف: جس مسئلے میں اشکال یا شک اور تذبذب ہو اس میں توقف کرے، عجلت سے کام نہ لے اور علماء سے مسائل کی تحقیق کرکے عمل کرے، تا کہ اس کا ہر عمل صحیح اور پسندیدہ طریقے پر ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جب تم اللہ کے راستے میں سفر کرو تو تحقیق کرلیا کرو اور حج کا سفر بھی اللہ کے راستے میں ہوتا ہے، اسلئے اس میں بھی مسائل کی تحقیق وتفتیش ضروری ہے (النساء:۹۴) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھو (النحل:۴۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انہیں معلوم نہیں تھا تو انہوں نے پوچھا کیوں نہیں، مریض کی شفا سوال کرنا ہے۔

۶- جن چیزوں سے حج فاسد ہوتا ہے یا اس میں نقص واقع ہوتا ہے، ان سے بچنا۔ یعنی احرام کی حالت میں جو چیزیں ممنوع ہیں ان سے بچنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ" (سنن الترمذی حدیث:۱۲۰۵) بیشک ہر بادشاہ کی مخصوص چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی وہ مخصوص جگہ جہاں جانا ممنوع ہے وہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ" (الطلاق:۱) ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائے اس نے یقیناً اپنے اوپر ظلم کیا۔

۷- حرم شریف میں الحاد ولادینیت کے کاموں سے پرہیز کرنا: ۔ یعنی حرم شریف میں شرک وبدعت اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے دور رہے اور ہر ایسے عمل سے پرہیز کرے جس سے اس کے امن وسکون میں خلل واقع ہو، نہ ایسے کسی عمل کی دعوت دے نہ کسی کا تعاون کرے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ" (الحج:۲۵) جو بھی ظلم کے ساتھ وہاں الحاد کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس میں کوئی بدعت کا کام کیا یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ نہ اس کے فرض کو قبول کرے گا اور نہ نفل کو۔ (بخاری:۱۸۷۵)

۸- کمی کوتاہی کی تلافی کی کوشش کرنا: ۔

اس اہم عبادت کی ادائیگی میں اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے اور کوئی کمی کوتاہی واقع ہوجائے تو اس کی اصلاح کی کوشش کرے اور جس کمی کی تلافی فدیہ، دم اور صدقہ وغیرہ کے بغیر نہ ہوسکتی ہو تو اپنے وطن واپس ہونے سے قبل قربانی یا فدیہ وغیرہ ادا کرے، تا کہ اس اہم عبادت میں نقصان کے باعث حرج اور گناہ میں واقع نہ ہو، کیونکہ واپسی کے بعد حرم شریف کے دور ہونے کے باعث نقص کا تدارک مشکل ہوگا، یا عوارض کے پیش آجانے کی بنا پر اس کی تلافی ممکن نہ ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چیز تمہارے لئے نفع بخش ہو اس کے حریص بن جاؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز مت ہوجاؤ۔

یہ چند اہم امور ہیں جو حج وعمرہ کے سفر پر جانے والوں کے لئے زادراہ ہیں، ان پر عمل کرنے سے وہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے گناہ سے بچ سکیں گے اور لغزش اور کوتاہی سے محفوظ رہیں گے اور اللہ رب العزت کے نزدیک ان کا درجہ بلند ہوگا، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہم سب کے اعمال کو شرف قبولیت سے نوازے، گناہوں سے درگذر فرمائے اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

اور درود وسلام نازل ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے تمام آل واصحاب پر۔

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری

عارف عزیز بھوپال

سب سے پہلے ہندوستان کی وسعت، ہمہ گیری، فراخ دلی اور ہرنئی تہذیب وروایت کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت پر ہمیں نظر ڈالنا چاہئے، ہندوستان وہی ملک ہے جس پر سب سے پہلے بیرونی آریاؤں نے چڑھائی کی اور یہاں کے اصل باشندے دراوڑوں کو جنوبی ہند تک ڈھکیل دیا، اس کے بعد جو بھی یہاں وارد ہوئے، خواہ وہ مسلم تاجر ہوں، صوفیائے کرام ہوں، ترک، پٹھان اور مغل ہوں سب کو اس ملک نے اپنے اندر جذب کرلیا، ہرنئی تہذیب کو اپنانے، ہرنئی فکر کو اپنی فکر بنانے اور ہر حملہ آور کو شہری کا درجہ دینے میں ہندوستان نے شروع سے جس وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا، اس کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں اس ملک کی اصل قوت کا راز یہی فراخ دلی ہے۔ ڈاکٹر عابد حسین کے الفاظ میں "ہمارا ملک اس ریل کی طرح ہے جس میں مسافروں کو ہر اسٹیشن پر چڑھنے سے روکا تو جاتا ہے، یہ کہہ کر کہ اندر جگہ نہیں ہے، لیکن بعض مسافر سینہ زوری کرکے اندر آنے میں کامیابی حاصل کرلیتے ہیں اور اگلے اسٹیشن پر پہلے مسافروں کے ساتھ مل کر اپنے مشترکہ دشمن یعنی نئے مسافروں کو ریل میں چڑھنے سے منع کرنے لگتے ہیں۔ عین یہی تصور ہندوستان کی تہذیب کا ہے باہر کے چند لوگوں نے اس ملک پر حملہ کیا لیکن آخر کار وہ ہندوستانی بن گئے، کہاں کہاں سے لوگ آئے، کیا کیا تحفے لائے، ایرانی آئے، تورانی آئے، یونانی آئے، منگولی آئے سب نے اس ملک میں قدم رکھا تو کچھ عرصہ بعد انہوں نے ہندوستان کو اپنا ملک تسلیم کرلیا اور ایک مشترکہ تہذیب کی بنیاد ڈالی"۔ (ماخوذ 'قومی تہذیب کا مسئلہ') یہ وہی تہذیب ہے جس کی طرف مہاتما گاندھی نے بھی اشارہ کیا تھا، میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر کی کھڑکیاں اور دروازے چاروں طرف سے بند کردیئے جائیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ دروازے اور کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رہیں اور یہاں تازہ ہوائیں آتی رہیں، لیکن میں ایسی مضبوطی سے کھڑا رہوں کہ میرے پاؤں لڑکھڑا نہ جائیں۔ خواہ باہر کی ہوائیں کتنی ہی تیز کیوں نہ ہوں۔ ہندوستان کی یہی وہ تہذیب اور اس کے اندر مضمر طاقت ہے جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

یونان ومصر روما، سب مٹ گئے جہاں سے
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری

اس تہذیب کو جسے ہمارے پرکھوں نے کسی خاص فلسفے یا عقیدے کا نام نہیں دیا، کیونکہ رواداری اور دوسروں کا لحاظ کرنا ان کے مزاج کا ایک حصہ تھا، ان کے نظریات کچھ بھی رہے ہوں مگر انہوں نے اپنی فکر وعمل کے اختلاف کو کبھی دشمنی یا نفرت کا باعث نہیں بننے دیا، اسی لئے ہندوستان میں مختلف فلسفے اور نظریات بیک وقت پھلتے پھولتے رہے لیکن ان کی وجہ سے کبھی جنگ وجدال کا ماحول پیدا نہیں ہوا۔

یہی وہ ملک ہے جہاں مہاتما بودھ نے اپنے دھرم کے پرچار میں مشرق ومغرب کو ایک کردیا لیکن کسی نے ان پر پتھر پھینکنے کی ضرورت نہیں سمجھی، اشوک اعظم نے لنکا کے معرکہ کے بعد رضاکارانہ طور پر بدھ مذہب اپنالیا تو بھی کسی کی پیشانی پر بل نہیں پڑے، عرب سیاحوں نے جب گجرات، مالابار اور کیرل کے ساحلوں پر اپنی کشتیوں کے بادبان کھولے تو انہیں سمندر میں واپس ڈھکیلا نہیں گیا، بلکہ تواضع کی گئی بیرونی سیاحوں کے سفرنامے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کے لوگ کتنے بڑے دل کے اور رواداری کے مالک تھے، اسی لئے ہندوستان میں مذہب اسلام کا آغاز محمد بن قاسم سے نہیں، جنوبی ہند میں عرب سیاحوں کی آمد اور مقامی راجاؤں کی طرف سے کئے گئے ان کے استقبال سے ہوتا ہے۔ ہندوستان کی اس فراخ دلی، رواداری اور سب سے بڑھ کر عظمت کو جدید اصطلاح میں کوئی معنی دیئے جاسکتے ہیں تو وہ اس ملک کا "سیکولر کیریکٹر" ہے۔ اس ملک کا مزاج شروع سے رواداری اور وسعت قلبی پر مبنی رہا ہے۔ آج کل سیکولرازم سے مراد لادینی نظام لیا جاتا ہے جبکہ "انسائیکلو پیڈیا امریکانا" میں سیکولرازم کی تشریح اس اخلاقی نظام سے کی گئی ہے جو فطرت کے مطابق اخلاقی اصولوں پر مشتمل ہو اس کی پہلی بنیاد وفکر کی آزادی اور دوسری اختلاف رائے کا حق ہے، سیکولرازم کی ایک اور تعریف یہ ہے کہ اس کو ماننے والا ہر ایک مذہب کو برابری کی نگاہ سے دیکھے اور دوسرے مذاہب کی عزت وتوقیر کرے، ہندوستان نے سیکولرازم کی اس تیسری تعریف کو قبول کیا ہے یعنی ہر ہندوستانی اپنے مذہب کے ساتھ دوسرے مذاہب کا احترام کرے اور اس سے روشنی حاصل کرے۔ یہی وہ فکر ہے جو ہمارے یہاں قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ یکجہتی کو مستحکم کرتی رہی ہے۔

Scanned with CamScanner

مسلمان مسائل سے دوچار کیوں؟

حضرت مولانا اسرار الحق قاسمیؒ

اس وقت یوں تو ہر قوم اور ہر طبقہ بے پناہ مسائل میں گھرا ہوا ہے، لیکن ملت اسلامیہ دیگر اقوام وملل کے مقابلے میں زیادہ مسائل میں گھری ہوئی دکھائی دیتی ہے، مسلمان صرف کسی ایک ملک میں مسائل سے دوچار نہیں ہیں بلکہ تقریباً تمام ملکوں میں وہ مسائل کے شکار ہیں، جب کہ مسلمانوں کو دیگر تمام اقوام وملل کے مقابلے میں مسائل میں کم گرفتار ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ جس دین کے ماننے والے ہیں، وہ مسائل سے نجات پانے کے لئے بہترین اور جامع تعلیمات پیش کرتا ہے، اسلام زندگی کے ہر شعبے میں اپنے ماننے والوں کی بہترین رہنمائی کرتا ہے، وہ ایسے اصول بتاتا ہے جس پر چل کر انسان کی کامیابی دوجہان میں یقینی ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا میں مسلمان پریشانی سے دوچار ہیں، ذلت ورسوائی کا سامنا کر رہے ہیں، دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے ماننے والے تو ہیں لیکن اسلامی تعلیمات پر بہت سے مسلمانوں کا عمل نہیں ہے، ظاہری بات ہے کہ جب وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے تو زندگی کے مختلف شعبوں میں انہیں کامیابی کیسے ملے گی؟ یہی وہ راز ہے جس کے سبب مسلمان پریشانی سے دوچار ہیں، مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، زوال پذیر ہیں۔

عام طور سے ایسا نظر آ رہا ہے کہ جس طرح دیگر طبقات واقوام زندگی گزار رہے ہیں، اسی طرح مسلمان بھی زندگی گزار رہے ہیں، مثال کے طور پر دور حاضر میں مادی ترقی کو ترقی سمجھا رہے ہیں، اس لئے سارا زور اپنی معاشیات کے استحکام میں لگائے ہوئے ہیں، معاشیات پر ساری توجہ دینے کی وجہ سے زندگی غیر متوازن ہو کر رہ گئی ہے، زندگی کے دوسرے شعبے جیسے اخلاق، معاشرت، تہذیب، تعلیم، دین ومذہب، اقدار سے یا تو آج کے انسان کا رشتہ بالکل ٹوٹ گیا ہے یا پھر برائے نام رہ گیا ہے، دراصل معاشیات کو زندگی کا مطمح نظر سمجھ لینے کے باعث آج کے انسان کا سارا جھکاؤ مادیت کی طرف ہو گیا اور اس کی توجہ زندگی کے دیگر شعبوں وتقاضوں سے ہٹ گئی۔

یہ افسوسناک بات ہے کہ دولت کمانے کے لئے جائز طریقوں کے درمیان کوئی فرق ہی محسوس نہیں کیا جا رہا ہے، نہ سودی لین دین کا خیال کیا جا رہا ہے، نہ جھوٹ بولنے سے پرہیز کیا جا رہا ہے، نہ عہد ووعدہ کا پاس کیا جا رہا ہے، بس آج کل تو دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ جیسے بھی ہو، لوگ پیسہ کمانا شروع کر دیتے ہیں، اس صورت حال نے انسان کو انسانی تقاضوں کے احساس سے محروم کر دیا، یہاں تک کہ انسانی زندگی کے وہ شعبے جن کا تعلق خالص خدمت خلق سے تھا، ان کو بھی دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیا گیا، مثلاً تعلیم جو انسانی زندگی کے لئے ناگزیر ہے اور جس کے ذریعہ نہ صرف انسان کو زندگی گزارنے کی روشنی حاصل ہوتی ہے، بلکہ اس کے واسطے سے انسان کی خفیہ صلاحیتوں کو بھی جلا ملتی ہے، اسے بھی ایک صنعت بنا لیا گیا، چنانچہ آج تعلیم کے ذریعہ موٹی موٹی رقمیں کمائی جا رہی ہیں، جب کہ چند صدیوں قبل تعلیم برائے تجارت نہ تھی بلکہ برائے خدمت تھی، جو لوگ تعلیم حاصل کرتے وہ اپنے اوپر انسانی خدمت کو ضروری سمجھتے، وہ علوم کے پہاڑ جو بچوں کو تعلیم دیتے یہاں تک کہ انہیں مختلف علوم وفنون کا ماہر بنا دیتے، انہیں وقت کا عظیم مفکر، مدبر اور مجتہد بنا دیتے اور یہ سب کچھ وہ بغیر فیس وصول کیے کرتے، اس طرح تعلیم دینے کا نتیجہ یہ سامنے آتا کہ فارغ التحصیل طلباء جب مختلف موضوعات کے ماہر بن کر میدان عمل میں جاتے تو وہ بھی اسی خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر کام کرتے اور اپنی پوری زندگی اسی کے لئے وقف کر دیتے تھے، دولت کے حصول کا خیال بھی ان کے ذہن میں نہ آتا تھا، لیکن آج وہ طلباء جو موٹی رقمیں خرچ کر کے ریاضی، سائنس، ٹکنالوجی، تاریخ، نفسیات وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، وہ تعلیم مکمل ہونے کے بعد بڑے پیمانہ پر ان کے ذریعہ دولت کمانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہی حال دور جدید میں طب کا بھی ہوا ہے کہ طب کے پیشہ کو پورے طور پر معاش کمانے کا ذریعہ بنا لیا گیا، وہ طلباء جو امراض کی تربیت حاصل کرنے کے لئے کالجوں ویونیورسٹیوں کا رخ کرتے ہیں، ان کے اذہان میں پہلے سے ہی یہ بات ہوتی ہے کہ وہ ڈاکٹر بننے کے بعد اپنا کلینک بنائیں گے جہاں خوب پیسہ کمائیں گے، چونکہ ان کی یا ان کے والدین کی نگاہوں میں ڈاکٹری محض ایک معاشی پیشہ ہے، اس لئے وہ اس تعلیم پر موٹی رقمیں بھی خرچ کرتے ہیں، ایم بی بی ایم یا ایم ڈی وغیرہ میں داخلوں کے لئے طلباء بے چین وبے قرار نظر آتے ہیں اور ایک اشارے پر لاکھوں روپے خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ معاش تک اس کو محدود کرنے ہی کا نتیجہ ہے کہ بیشتر ڈاکٹروں کو مریضوں سے انسانی ہمدردی نظر نہیں آتی، بس ان کی نظر تو مریض کے پہنچنے کے ساتھ ہی مختلف قسم کی فیسیں اور چارجز بتا دیئے جاتے ہیں، اگر مریض اتنے روپے خرچ کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کا علاج کیا جاتا ہے ورنہ اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا جاتا، چاہے وہ موت وحیات کی کشمکش میں ہی کیوں نہ مبتلا ہو۔ اس حد تک ڈاکٹروں کے مادیت پسند ہونے اور خدمت خلق کے جذبے سے محروم ہونے کی وجہ سے گردوں اور دیگر اعضائے انسانی کی چوری کی وارداتیں بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی ہیں، اگرچہ بعض اچھے ومخلص ڈاکٹروں کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جا سکتا تاہم ان کی تعداد ایک فیصد بھی نہیں ہے۔

ایسے حالات میں ملت اسلامیہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے تباہ ہوتی ہوئی انسانیت کو بچانے میں اہم کردار ادا کرے، ملت اسلامیہ کے افراد کو انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے موثر وعملی اقدام اٹھا کر انسانیت کا بہترین نمونہ پیش کرنا چاہئے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کو صرف معاشیات تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان کی زندگی روحانیت اور زندگی کے دیگر شعبوں کو بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہو معاش سے صرف ان کا تعلق ضروریات کی حد تک ہو، جب بھی وہ کسب معاش کے لئے نکلیں تو وہ حلال وحرام کے فرق کو ملحوظ رکھیں، یہی ان کا دین سکھاتا ہے، اپنی تجارت کے درمیان سچ اور ایفائے عہد پر قائم رہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سچا امانت دار تاجر، قیامت کے دن صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا'' (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر عمل کرنے کے بعد مسلمانوں کا کاروبار بدعنوانی اور جرائم سے پاک ہوگا اور ان کی کمائی میں حرام کا شائبہ تک نہ ہوگا جس کا پورا اجر انہیں قیامت کے دن تو ملے گا ہی لیکن دنیا میں بھی انہیں اس کے بہترین نتائج نظر آئیں گے، ان کا معاشرہ بہترین اوصاف کا حامل ہوگا اور ان کے ذریعہ انسانی تقاضوں کی تکمیل بھی ہوگی۔

معاشیات کو ایک حد تک محدود رکھنے کے بعد مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے معبود حقیقی کی عبادت اور اس کی حمد وتسبیح بیان کرنے میں لگ جائیں اور جس مقصد کے لئے انہیں دنیا میں بھیجا گیا ہے، اس کی تکمیل پر اپنی خصوصی توجہ مبذول کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی زندگی صرف تجارت تک محدود نہیں ہے، بلکہ اللہ کی عبادت اور اس کی حمد وتسبیح بیان کرنا بھی انسانی زندگی کے لئے ناگزیر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے یہ وحی نہیں بھیجی گئی کہ مال جمع کر اور تاجروں میں سے ہو جا، بلکہ میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں بن'' (احیاء) خالق کی عبادت بہترین معاملات، اعلیٰ اخلاق، انسانی تہذیب واقدار جیسے شعبوں کا لحاظ کر کے اگر ملت اسلامیہ کے افراد اپنی زندگی گزاریں تو ان کی زندگی نہ صرف ان کے لئے بہترین ہوگی، بلکہ دیگر اقوام بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گی اور اپنے مسائل سے خلاصی پانے کے لئے انہیں بھی مسلمانوں جیسی زندگی گزارنے مجبور ہونا پڑے گا، مسلمان خوش قسمت ہیں کہ ان کے پاس وہ دین ہے جو ہر موڑ پر ان کی مکمل رہنمائی کرتا ہے، اسلام کی روشنی سے دیگر اقوام ناآشنا ہیں، وہ دین پر چل کر اپنے مسائل سے نجات پا سکتے ہیں۔

نوجوانوں کیلئے

دو سگے بھائیوں کا ایک سبق آموز واقعہ

ایک زمانے میں یورپ کے لوگ دوسرے ملک اس لئے جایا کرتے تھے تاکہ سونا حاصل کریں، یہی لالچ تھا کہ اسپین کے ایک شخص نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ سفر پر چلیں جو دولت ہاتھ آئے گی اسے برابر تقسیم کر لیں گے، بڑا بھائی محنت کو ترجیح دیتا تھا، وہ بہت دور اندیش تھا، اس نے چھوٹے بھائی کو سمجھایا کہ بہت مشکل کام ہے، اس میں کامیابی کی امید کم ہے، لیکن چھوٹا بھائی اپنی ضد پر اڑا رہا، بڑے بھائی نے اس کا دل رکھنے کے لئے کہا کہ میں تمہارے ساتھ چلوں گا ضرور لیکن تمہاری دولت میں سے مجھے کچھ نہیں چاہئے، سفر کی تیاری شروع ہوئی۔

چھوٹا بھائی اپنے لالچی دوستوں کے ساتھ چلا، بڑا بھائی کاشتکاری کے تمام آلات اور مختلف غلہ اور سبزیوں کے بیج کر اپنے ملازمین کے ساتھ جہاز پر سوار ہو گیا، ان کا سفر بہت آسان رہا، وہ بخیر وعافیت اپنی منزل پر پہنچ گئے، بڑا بھائی کھیتی باڑی میں مصروف ہو گیا چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کا یہ کام بے وقوفی بھرا لگا، اس نے کہا کہ میں تو سونا حاصل کرنے آیا ہوں۔ وہ اپنے دوستوں کو لے کر اس طرف چلا جہاں سونا نکلتا تھا، اسے اپنی عقلمندی پر ناز تھا، وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا کہ بڑے بھائی اناج اور سبزی ہی اگاتے رہیں گے اور میرے پاس اتنی دولت آ جائے گی کہ کئی پشتوں کے لئے کافی ہوگی، اس کے ساتھیوں نے خوشی کے ساتھ اس کی بات کی تائید کی لیکن انہیں میں ایک بزرگ شخص ایسا بھی تھا جس نے اس کی بات پر حامی نہیں بھری، اس نے کہا میاں تمہارا بھائی ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو، وہ بہت دور اندیش اور عقلمند ہے۔

چھوٹے بھائی کا قافلہ بہت مشکل سفر کرتا ہوا بالآخر ایک سونے کی کان تک پہنچ گیا، وہاں سونے کا ڈھیر تھا۔ اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جو غلہ وہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ رفتہ رفتہ ختم ہو گیا۔ اس کی جگہ ڈھیر سارا سونا ہاتھ آیا۔ وہ لوگ سونا لے کر بندرگاہ کی طرف بڑھنا چاہتے تھے لیکن بھوک اور پیاس سے ان کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ کئی لوگ راستے میں مر گئے۔ جب یہ حالت اور بدتر ہوتی چلی گئی تو چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ کئی روز کے فاقوں سے ہماری حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ ہمارے ساتھی بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ کے پاس کھانے پینے کے بہت سے سامان ہیں۔ آپ ہماری مدد کیجئے۔

بڑے بھائی نے بہت سا سونا حاصل کرنے کے لئے انہیں مبارکباد دی لیکن کھانے کا سوال سن کر ایسا روکھا جواب دیا کہ اس کے بھائی کو بہت برا لگا۔ اس نے کہا جب تمہاری دولت سے مجھے کوئی مطلب نہیں ہے تو پھر میرے کھانے پینے کے سامان سے بھی تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔ جو غلہ اور سبزیاں میں نے اپنی قوت بازو سے پیدا کیا ہے وہ تمہیں مفت کیوں دے دوں۔ اگر تم کو بہت ہی ضروری ہے تو سونا دو اور کھانا لو۔ بڑے بھائی کی اس بے رخی اور بے مروتی کی بات پر چھوٹے بھائی اور اس کے ساتھیوں کو بہت غصہ آیا۔ لیکن بھوک سے بے حال تھا۔ مجبور ہو کر انہوں نے سونا کی ایک ٹوکری دی اور اس سے کھانا حاصل کر کے جان بچائی۔ اس طرح وہ روز سونے کے بدلے کھانا حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا سارا حاصل کیا ہوا سونا کھانا حاصل کرنے میں خرچ ہو گیا۔

جب بڑے بھائی کو معلوم ہوا کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں بچا تو یہ کہا کہ موسم اچھا ہے اس لئے بہتر ہے کہ یہاں سے جہاز کا لنگر اٹھاؤ اور اپنے وطن پہنچ کر بال بچوں کی خیر وخبر لو۔ خدا جانے ان پر کیا گذری اور تمہارے انتظار میں ان بیچاروں کا کیا حال ہوا؟ چھوٹے بھائی نے بہت ہی ملول اور غمزدہ ہو کر جواب دیا جو کچھ ہم نے اپنی جان پھنسا کر حاصل کیا تھا سب آپ کو دے دیا۔ اب ہم گھر خالی ہاتھ جا کر کیا کریں گے۔ اپنے پرایوں کو کیا منہ دکھائیں گے اور آپ جیسے بے مروت اور سنگ دل آدمی کے ساتھ جانے سے بہتر ہے کہ ہم یہیں اپنی جان دے دیں۔ یہ تکلیف اور مایوسی سے بھری بات سن کر بڑا بھائی اٹھا اور اس نے سارا سونا لا کر چھوٹے بھائی اور اس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا اور کہا یہ دولت تم کو مبارک ہو۔ مجھے اس کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی محنت پر یقین رکھتا ہوں۔ تم سے بے رخی اور بے مروتی کے ساتھ اس لئے پیش آیا کہ تم کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔ اور تم ہمیشہ یہ بات یاد رکھو کہ لالچ سے حاصل کی ہوئی دولت ہمیشہ نہیں رہتی۔ محنت اور مزدوری سے سب کچھ پایا جا سکتا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ محنت سونا سے بہتر ہے۔ یہ بات سن کر چھوٹے بھائی کی آنکھیں بھر آئیں اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ جب سارے لوگ خوشی خوشی اپنے وطن پہنچ گئے تو چھوٹے بھائی نے سونا کا آدھا حصہ بڑے بھائی کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر بڑے بھائی نے اسے لینے سے انکار کر دیا اور ایک بار پھر نصیحت کی کہ محنت سونا سے بہتر ہے۔

یہ ایک سبق آموز واقعہ ہے، اس میں لالچ اور ہوس سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ محنت اور جانفشانی کو ترقی کی اصل پونجی بتایا گیا ہے۔ اس کہانی میں لالچی ذہنیت کے ساتھ ساتھ دور اندیشی اور ناعاقبت اندیشی کا بھی درس پنہاں ہے۔ اس کہانی کے دو مرکزی کردار دو الگ سوچ کے حامل ہیں۔ ایک کردار معمولی محنت اور کوشش سے دولت وثروت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ دوسرا کردار محنت کو سونے سے بہتر سمجھتا ہے۔ ان دو کرداروں یعنی دو سگے بھائیوں میں سے دوسرا بھائی حق بجانب ثابت ہوتا ہے، اس کی محنت رنگ لاتی ہے جبکہ چھوٹے بھائی کا لالچ اسے اذیت ناک ذلت تک پہنچا دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

صومالی سکیورٹی فورسز کے ساتھ تصادم میں 16 شدت پسند ہلاک

افریقی ملک صومالیہ میں جمعہ کو علاقائی سکیورٹی فورسز کے ساتھ ایک تصادم میں شدت پسند تنظیم الشباب کے 16 شدت پسند گرد مارے گئے۔راجدھانی موغادیشو کے گالموڈغ علاقے میں فوجی حکام نے سرکاری ریڈیو صومالی نیشنل آرمی (ایس این اے) ریڈیو کو بتایا کہ مقامی لوگوں نے علاقائی فورسز کے ساتھ مل کر حملہ آوروں کے خلاف جم کر محاذ کھولا اور انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ریڈیو نے اپنی رپورٹ میں کہا: ''آج صبح بہدو شہر میں الشباب کے عسکریت پسندوں کے حملے کا علاقائی فورسز اور مقامی لوگوں نے پوری طاقت سے جواب دیا''۔(یواین آئی)

ہندوستانیوں کے لیے چین میں کام کرنے کا راستہ ہموار

ہندوستان میں چینی سفارت خانے نے چین میں کام کرنے کے خواہشمند ہندوستانیوں کے لیے پھر سے ورک ویزا جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ہندوستان میں چینی سفارت خانے نے اس ہفتے اعلان کیا کہ کووڈ 19 کی وبا کے دوران اعلان کی گئی ویزا پالیسی میں تبدیلی کی جائے گی۔(یواین آئی)

دنیا میں 7700 لاکھ بالغ افراد ناخواندہ

یونیسکو کی ڈائریکٹر جنرل آڈرے ازولے نے ساتویں بین الاقوامی کانفرنس میں اڈلٹ ایجوکیشن پر کہا کہ دنیا میں 7700 لاکھ لوگ ناخواندہ ہیں، جن میں سے دوتہائی خواتین ہیں۔محترمہ ازولے نے کہا کہ میں ان تمام لوگوں کے بارے میں بھی سوچ رہی ہوں جنہیں بچپن میں تعلیم کا حق نہیں ملا۔دنیا میں 7700 لاکھ بالغ جو پڑھنا یا لکھنا نہیں جانتے ہیں ان میں سے دوتہائی خواتین ہیں۔(یواین آئی)

یوڈی او نے اقوام متحدہ میں ہندوستانی زبانوں کو دیے گئے احترام کا خیر قدم کیا

ہندوستانی زبانوں اردو، ہندی اور بنگالی کو اس سال پہلی مرتبہ اقوام متحدہ کی قرارداد میں شامل کیا گیا ہے۔اردو ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن (یوڈی او) نے اقوام متحدہ میں ہندوستانی زبانوں کو دیے گئے اس اعزاز کا خیر مقدم کیا ہے۔اس کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اردو ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کے قومی صدر ڈاکٹر سید احمد خان نے کہا کہ اردو کا جادو آج بھی جاری ہے۔(یواین آئی)

امریکہ کی طرف سے یوکرین کے لیے نئی امداد کا اعلان

امریکہ ڈونباس میں لڑائی کے لیے یوکرین کو ایک ارب ڈالر سے زیادہ مالیت کے ہتھیار فراہم کرے گا۔اس امر کا اعلان امریکی صدر جو بائیڈن نے اپنے یوکرینی ہم منصب وولودیمیر زیلنسکی کے ساتھ ایک ٹیلیفونک بات چیت میں کیا، بائیڈن نے کہا کہ یوکرین کی جنگ میں امریکہ کییف کی قیادت کے ساتھ مزید تعاون کا وعدہ کرتا ہے، ہتھیاروں کی امداد کے علاوہ امریکہ 225 ملین ڈالر کی اضافی رقم کے ساتھ یوکرین کو انسانی امداد فراہم کر رہا ہے۔ یوکرین پر روسی حملے کے بعد سے اب تک امریکہ کییف کو پانچ اعشاریہ چھ بلین ڈالر کی مالیت کے ہتھیار فراہم کر چکا ہے۔واشنگٹن کی طرف سے کییف کو بارہا مزید امداد کا یقین دلایا جاتا رہا ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

بھارت میں پیغمبر اسلامؐ سے متعلق اہانت آمیز بیانات پر امریکہ کی مذمت

امریکہ نے بھارت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اہانت آمیز بیانات کی مذمت کی ہے۔امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان نیڈ پرائس کا کہنا تھا کہ امریکہ مذہبی یا عقیدے کی آزادی سمیت انسانی حقوق کے حوالے سے اپنے تحفظات پر بھارت کے سینیئر عہدیداروں کے ساتھ باقاعدگی سے رابطے میں رہتا ہے اور انسانی حقوق کے احترام کو فروغ دینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ان کا اشارہ نئی دہلی میں حکمراں جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کی ترجمان نوپور شرما کے اُس بیان کی طرف تھا۔شرما نے 26 مئی کو ٹیلی وژن پر ایک بحث کے دوران پیغمبر اسلام کی اہلیہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے خلاف توہین آمیز ریمارکس دیے تھے۔ان اہانت آمیز بیانات کے خلاف پوری مسلم دنیا میں مظاہرے کیے گئے تھے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

برطانیہ وکی لیکس کے بانی جولین اسانج کو امریکہ کے حوالے کرنے کو تیار

برطانوی حکومت نے وکی لیکس کے شریک بانی جولین اسانج کو امریکہ کے حوالے کرنے کا حکم دے دیا ہے۔سکریٹری داخلہ پریتی پٹیل نے حوالگی کے حکم نامے پر دستخط کر دیے ہیں۔واضح رہے کہ اپریل میں برطانوی عدالت کے اس فیصلے کے بعد اسانج کو امریکہ بھیجا جا سکتا ہے۔دوسری طرف وکی لیکس نے فوری طور پر ایک بیان جاری کر کے کہا کہ وہ اس فیصلے کے خلاف اپیل کرے گی۔انہوں نے کہا کہ آج لڑائی کا خاتمہ نہیں ہے، یہ صرف ایک نئی قانونی جنگ کا آغاز ہے، ہم قانونی نظام کے ذریعے اپیل کریں گے، اگلی اپیل ہائی کورٹ میں ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جولین اسانج نے کچھ غلط نہیں کیا، اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہے، وہ ایک صحافی اور ایک پبلشر ہے اور اسے اپنا کام ایمانداری سے کرنے کی سزا دی جا رہی ہے۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

ماسکو کی عدالت نے گوگل پر جرمانہ عائد کیا

روس کے دارالحکومت ماسکو میں ٹنگاسکی ڈسٹرکٹ کورٹ نے ممنوعہ مواد کو نہ ہٹانے پر گوگل پر 15 ملین روبل جرمانہ عائد کیا ہے۔اسپوٹنک کے ایک نامہ نگار نے جمعرات کو یہ اطلاع دی۔اسپوٹنک نے عدالت کے حوالے سے بتایا کہ جج تیمور وخرامیو نے روسی شہریوں کا ذاتی ڈیٹا ڈیلیٹ نہ کرنے پر گوگل پر 15 ملین روبل جرمانہ لگایا اور اس دوران گوگل کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا۔(یواین آئی)

ڈاکٹر نصرت یاسمین اور ان کے بھائی بہنوں کی طرف سے مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ کو الیکٹروکاوٹری ڈائیتھرمی مشین کا تحفہ

مولانا سجاد میموریل اسپتال پھلواری شریف پٹنہ گذشتہ 36 سالوں سے خدمت خلق کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے، کم فیس میں مختلف امراض کے ماہر ڈاکٹر یہاں اپنی طبی خدمات دیتے ہیں، جس سے بڑی تعداد میں ضرورت مند مریض فائدہ اٹھاتے ہیں۔یہ انسانی خدمت بلا تفریق مذہب وملت کی جاتی ہے، جس کا اعتراف نہ صرف اصحاب خیر کرتے ہیں بلکہ حکومت کے ادارے بھی اس کے معترف ہیں۔ابھی چند دنوں قبل بہار ریاستی سنی وقف بورڈ نے اس کی خدمات کے اعتراف میں ایمبولینس کا تحفہ دیا۔اسی سلسلہ کی کڑی کے طور پر پٹنہ کی مشہور گائینوکولوجسٹ ڈاکٹر نصرت یاسمین، ان کے بھائیوں ڈاکٹر رضوان احمد، ڈاکٹر عرفان احمد اور بہن طلعت جہاں وشاہینہ پروین کی جانب سے اپنے والدین فضیل احمد اور نجمہ خاتون کے ایصال ثواب کے لیے اسپتال کو الیکٹروکاوٹری ڈائیتھرمی مشین (Electrocautery/ Diathermy Machine) تحفہ کے طور پر پیش کیا۔یہ مشین سرجری میں کام آتی ہے۔اس موقع پر منعقد ایک دعائیہ تقریب میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب نے مشین کا افتتاح کیا۔انہوں نے ڈاکٹر نصرت یاسمین اور ان کے تمام بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی کوشش ہے کہ اسپتال کو جدید آلات اور سہولیات سے آراستہ کیا جائے تاکہ اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچ سکے۔آپ کے ذریعہ عطیہ کی گئی یہ مشین حضرت امیر شریعت کے اس ہدف کی تکمیل میں معاون ثابت ہوگی اور ان شاء اللہ اس سے ضرورت مند مریض فائدہ اٹھائیں گے۔اس دعائیہ تقریب میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی، مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی، سابق چیرمین مدرسہ بورڈ مولانا اعجاز احمد ڈاکٹر نصرت یاسمین گائنوکولوجسٹ، ڈاکٹر سید یاسر حبیب ڈینٹسٹ، ڈاکٹر ناہید فاطمہ اور ڈاکٹر رضیہ شاہین گائنوکولوجسٹ، صبغۃ اللہ رحمانی کے علاوہ دیگر ڈاکٹر اور اسپتال کے اسٹاف شریک ہوئے۔اسپتال کے سکریٹری مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے سبھی لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ خدمت خلق کا یہ سلسلہ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی جاری رہے گا۔

''اگنی پتھ'' کے شعلے پورے ملک میں پھیل رہے ہیں

فوج میں نوجوانوں کی بھرتی کے لیے اعلان کردہ اگنی پتھ اسکیم کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ جمعہ کو تیسرے دن بھی جاری رہا اور ملک کی کئی ریاستوں میں آتش زنی اور پرتشدد واقعات ہوئے۔اس کے خلاف بہار، اتر پردیش، ہریانہ، مدھیہ پردیش، تیلنگانہ، راجستھان اور دہلی سمیت دیگر ریاستوں میں پرتشدد مظاہرے کیے گئے اور مظاہرین نے کئی مقامات پر ریل روڈ ٹریفک میں خلل ڈالا اور درجنوں ٹرینوں، سیکڑوں گاڑیوں اور اربوں کی سرکاری املاک کو نذر آتش کیا۔دہلی پولیس نے کئی لوگوں کو حراست میں بھی لیا ہے۔اگنی پتھ اسکیم کے خلاف بہار کے 22 اضلاع میں مسلسل تیسرے دن بھی احتجاج جاری رہا، مظاہرین نے خاص طور پر ریلوے کو نشانہ بناتے ہوئے درجنوں ٹرینوں کو آگ لگا دی۔مظاہرین نے سمستی پور، لکھی سرائے، پٹنہ، بھوج پور، ویشالی اور سپول میں کئی ٹرینوں میں آگ لگائی اور اسٹیشنوں پر توڑ پھوڑ کی۔ بکسر اور نالندہ اضلاع میں مظاہرین نے ریلوے ٹریک کو بھی نذر آتش کر دیا اور ٹریفک کو ٹھپ کر دیا۔مظاہرین نے پٹنہ کے سپول، داناپور، بھوجپور کے کاہریا اور ویشالی میں حاجی پور میں مسافر ٹرینوں کو نذر آتش کر کے ٹریفک ٹھپ کر دیا تشدد پر آمادہ مظاہرین نے سپول، پٹنہ کے داناپور، بھوجپور کے کلھڑیا اور ویشالی کے حاجی پور میں سواری ٹرین میں آگ لگا دی اور اسٹیشن کے احاطے میں کھڑی گاڑیوں، فرنیچر اور دکانوں کو نقصان پہنچایا۔پولیس ذرائع کے مطابق احتجاجی طلبہ نے بتیا میں نائب وزیر اعلیٰ رینو دیوی اور بہار بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے ریاستی صدر سنجے جیسوال کی رہائش گاہ پر پتھراؤ کیا اور بی جے پی کے رکن اسمبلی ونے بہاری کی گاڑی پر بھی حملہ کیا۔مشتعل ہجوم نے مدھے پورہ اور ساسارام میں بی جے پی کے دفاتر کو نذر آتش کر دیا۔یہاں مظاہرین کو قابو کرنے کے لیے پولیس نے ہوائی فائرنگ کی، حالانکہ اس میں کسی جانی نقصان کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔(یواین آئی)

اگنی پتھ اسکیم: 4 سال کی نوکری، 30-40 ہزار روپے تنخواہ، Agniveers کو ملیں گی یہ سہولیات

وزارت دفاع حکومت ہند کی طرف سے فوج کی تینوں سروسز میں بھرتی کی نئی اسکیم شروع کی گئی ہے، یہ نئی اسکیم اگنی پتھ (Agnipath) کے نام سے جانی جائے گی۔4 سال کے لیے فوج کے تینوں ونگز میں نوجوانوں کو بھرتی کیا جائے گا۔ہر سال 17.5 سال سے 21 سال تک کے 46 ہزار 10 ویں اور 12 ویں پاس نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کیا جائے گا، جنہیں اگنی ویر (Agniveer) کے نام سے جانا جائے گا۔اس اسکیم کے بارے میں بہار جھارکھنڈ ہیڈ کوارٹر داناپور کینٹ میں آفیسر کمانڈنگ ان چیف نے بتایا کہ اس اسکیم میں 4 سال کے لیے نوجوانوں کا انتخاب کیا جائے گا اور اس کا عمل 90 دنوں میں شروع ہو جائے گا، جس میں سالانہ 46 ہزار نوجوانوں کو تعینات کیا جائے گا۔4 سال کے بعد میرٹ کی بنیاد پر 25 فیصد اگنی ویروں کو طویل مدت تک فوج میں رکھا جائے گا۔انہیں 48 لاکھ کا انشورنس کور بھی ملے گا اور سروس کے دوران موت کی صورت میں کنبے کو 44 لاکھ کی اضافی رقم بھی ملے گی۔اس کے ساتھ خدمت فنڈ کی رقم بھی کنبے کو دی جائے گی۔ انہیں پہلے سال 30 ہزار دیے جائیں گے لیکن 21 ہزار روپے ان کے ہاتھ میں آئیں گے جب کہ 9 ہزار سروس فنڈ میں جمع کرائے جائیں گے اور انہیں اتنی ہی رقم یعنی 9 ہزار سرکاری امداد ملے گی۔دوسرے سال ان کی ماہانہ تنخواہ 35 ہزار ہوگی جب کہ 23100 روپے ہاتھ میں آئیں گے، 9900 سروس فنڈ میں جمع ہوں گے جبکہ اتنی ہی رقم ان کے سرکاری اکاؤنٹ میں جمع کرائی جائے گی۔تیسرے سال ان کی ماہانہ رقم 36500 ہوگی جب کہ 25580 ہاتھ آئیں گے 10950 سروس فنڈ میں جمع ہوں گے اور چوتھے سال ان کی ماہانہ رقم 40000 ہوگی جو 28000 ہاتھ آئے گی 12000 سروس فنڈ میں جمع ہوں گی۔اور اتنی ہی سرکاری امداد ملے گی۔4 سال کی سروس پوری ہونے کے بعد اگنی ویروں کو کل سروس فنڈ 10.4 لاکھ روپے اور اس پر سود ملے گا، جو کل 11.71 لاکھ ہوگا۔اس پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے نئے نوٹیفکیشن سمیت دیگر اہم مسائل پر وزیر اعلی بہار اور امیر شریعت کی ملاقات

مورخہ 14/جون 2022ء روز منگل کو امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کے ساتھ امارت شرعیہ کے ایک موقر وفد نے وزیر اعلی بہار جناب نتیش کمار صاحب سے ان کی رہائش گاہ ایک انے مارگ پٹنہ پر شام ساڑھے چار بجے ملاقات کی۔ وفد میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی, قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی اور مولانا محمد فاروق رحمانی شریک تھے، حضرت امیر شریعت نے وزیر اعلی کے سامنے تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل بالخصوص بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ کے تعلق سے حکومت کے حالیہ تینوں نوٹیفکیشن 396,395 اور 397 کے سلسلہ میں اہم نکات کو رکھا، آپ نے ترتیب وار تمام قابل اعتراض شقوں کو تحریری طور پر وزیر اعلی کو پیش کیا اور ان کے بارے میں گفتگو کی اور اسکے نقصانات سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے نظر ثانی کا مطالبہ کیا، محترم وزیر اعلی نے غور سے ان سبھی باتوں کو سنا اور اس کے حل کی یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے اسی وقت اپنے پرسنل سکریٹری کو بلا کر ہدایت دی کہ وہ پیش کیے گئے میمورنڈم کا جائزہ لے کر متعلقہ شعبہ کے عہدے داران اور افسران سے ان کی فوری میٹنگ طے کریں۔ انہوں نے حضرت امیر شریعت سے وعدہ کیا کہ وہ ان سبھی امور پر متعلقہ شعبہ کے ذمہ داروں سے بات کریں گے اور ان نوٹیفکیشنز کا دوبارہ جائزہ لے کر قابل اعتراض امور کو ہٹانے کے سلسلہ میں ضروری اقدامات کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مدارس کا معیار بلند ہو اور ان میں بہتر سے بہتر تعلیم ہو، حضرت امیر شریعت نے وزیر اعلی بہار سے اقلیتوں سے متعلق دیگر اہم معاملات پر بھی بات کی آپ نے کہا کہ بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ, بہار اردو اکیڈمی, مائنورٹی کمیشن جیسے اہم اقلیتی اداروں میں چیئرمین کی تقرری نہیں ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی اہم عہدے خالی پڑے ہیں, جس کی وجہ سے یہ ادارے تعطل کا شکار ہیں۔ ان اداروں کی خالی جگہوں پر جلد تقرری کر کے ان کو دوبارہ فعال بنایا جائے۔ وزیر اعلی نے کہا کہ ان کی نظر ان سب مسائل پر ہے اور وہ جلد ہی اس پر مناسب اقدام کریں گے، امارت شرعیہ کے وفد کی وزیر اعلی بہار سے یہ ملاقات خوشگوار ماحول میں ہوئی اور اقلیتوں سے متعلق بہت سے ضروری اور اہم مسائل پر گفتگو ہوئی۔ امید ہے کہ یہ ملاقات نتیجہ خیز اور امید افزاء ثابت ہوگی، واضح رہے کہ اس اہم ملاقات میں وزیر اعلی کے ہمراہ جدیو کے سینئر لیڈر اور جدیو پارلیمانی بورڈ کے صدر جناب اوپیندر کشواہا صاحب بھی موجود تھے۔

نائب امیر شریعت کی قیادت میں رانچی سانحہ کے متاثرین کی مدد کو گئے امارت شرعیہ کے وفد نے ڈی آئی جی سے کی ملاقات

امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی ہدایت پر رانچی میں پیش آئی صورت حال کا جائزہ لینے، متاثرین اور مقتولین کے ورثاء سے مل کر اظہار تعزیت کرنے اور ان کی امداد وتعاون کی غرض سے امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ایک وفد نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کی قیادت میں رانچی گیا، اس وفد میں مولانا سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ, مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ اور مولانا سہیل سجاد انچارج امارت پبلک اسکول رانچی بھی شریک رہے، نیز امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی اور دیگر ذمہ داران واراکین، علماء کرام اور مخلصین مسلسل صورت حال پر قابو پانے کے لیے کوشاں ہیں، اس وفد نے ڈی آئی جی انیش گپتا سے ملاقات کر کے ان کے سامنے صورت حال پر تبادلۂ خیال کیا، ان کے سامنے امارت شرعیہ کا تعارف کراتے ہوئے حضرت نائب امیر شریعت نے بتایا کہ کس طرح امارت شرعیہ سو برسوں سے عوامی خدمت کے مختلف میدانوں میں کام کرتی آرہی ہے۔ اس نے ہر موقع پر نہ صرف متاثر عوام کی مدد کی ہے؛ بلکہ امن وامان کی بحالی میں ہمیشہ انتظامیہ اور پولیس کا تعاون کیا ہے، اس وفد نے ڈی آئی جی اور دیگر پولس افسران سے مطالبہ کیا کہ بے قصوروں کو گرفتار نہ کیا جائے، واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کر کے مجرموں کی شناخت کی جائے اور ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے، مقتولین کے ورثاء اور زخمیوں کو مناسب معاوضہ بھی ادا کیا جائے، ڈی آئی جی نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم غیر جانبدارانہ تحقیق کر رہے ہیں اور ہم قصورواروں کو سزا دلانے میں ہر طرح سے تعاون کریں گے۔

حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب اور امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران بھی مسلسل مقامی ذمہ داران اور انتظامیہ کے رابطہ میں ہیں اور صورت حال پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر شریعت نے رانچی کی عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ پریشان اور دلبرداشتہ نہ ہوں نیز کسی طرح کے افواہ پر دھیان نہ دیں، ان شاء اللہ مظلوموں کو انصاف دلانے کی جدوجہد میں امارت شرعیہ ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہے۔

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ کے ڈینٹل ڈپارٹمنٹ میں شام کی شفٹ کا آغاز

حضرت امیر شریعت کی صدارت میں دعائیہ تقریب کا انعقاد، شام سات بجے سے نو بجے تک ہوگا مریضوں کا علاج

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ کا ڈینٹل ڈپارٹمنٹ ان شعبوں میں سے ہے، جہاں مریضوں کی کثیر تعداد روزانہ استفادہ کرتی ہے۔ اس وقت اس شعبہ کے ہیڈ جناب ڈاکٹر سید یاسر حبیب اور ان کے معاون ڈاکٹر نظیر الحق مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ مریضوں کی کثیر تعداد کو دیکھتے ہوئے ڈینٹل ڈپارٹمنٹ میں شام کی شفٹ کا آغاز مورخہ 15 جون 2022 سے کیا گیا ہے۔ اس موقع پر ایک دعائیہ تقریب امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب، قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب، اسپتال کے سکریٹری جناب مولانا سہیل احمد ندوی صاحب، مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ کے قاضی جناب مولانا انظار عالم قاسمی صاحب، ڈاکٹر سید یاسر حبیب صاحب، ڈاکٹر نظیر الحق صاحب، ڈاکٹر نصرت یاسمین صاحبہ، جناب اعجاز صاحب، جناب اصغر علی صاحب، جناب صبغۃ اللہ رحمانی صاحب، جناب ہمایوں اشرف صاحب، جناب مولانا سہیل سجاد قاسمی صاحب، مولانا فاروق رحمانی، جناب نیر اعظم صاحب، محمد عادل فریدی اور اسپتال کے دیگر ملازمین شریک ہوئے، اس موقع سے حضرت امیر شریعت نے ڈینٹل ڈپارٹمنٹ کے دونوں ڈاکٹروں اور دیگر اسٹاف کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں نے مریضوں کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے شام کی شفٹ کا آغاز کر کے بہت اچھا کام کیا ہے، امید ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہونچے گا۔ حضرت امیر شریعت اور دیگر اکابر امارت شرعیہ نے ڈپارٹمنٹ کا معاینہ بھی کیا اور جدید مشینوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا، ڈاکٹر یاسر حبیب صاحب نے بتایا کہ اس وقت دانتوں کے روٹ کنال کے لیے جدید مشین انڈو موٹر اور ڈیجیٹل اکسرے مشین لی گئی ہے، جس سے روٹ کنال کرنے میں بہت ہی آسانی ہوگئی ہے۔ واضح ہو کہ شام کی شفٹ سات بجے شام سے نو بجے رات تک ہوگی اور ڈاکٹر سید یاسر حبیب صاحب اور ڈاکٹر نظیر الحق صاحب اس وقت مریضوں کا علاج کریں گے۔ اسپتال کے سکریٹری جناب سہیل احمد ندوی صاحب نے بتایا کہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی خصوصی توجہ اسپتال کو جدید آلات سے آراستہ کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسپتال کی خدمت کا دائرہ پھیلانے کی طرف ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی مریضوں اور ان کے اٹینڈنٹ کے لیے آرامدہ ویٹنگ ہال بنایا جائے گا۔ اور بھی کئی اہم اور مفید منصوبے زیر غور ہیں جو ان شاء اللہ جلد ہی شروع کیے جائیں گے۔ آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

پروگرام دورۂ وفد امارت شرعیہ ضلع دربھنگہ ومدھوبنی

نمبر شمار	تاریخ	دن	پروگرام ۹ تا ۱۱ بجے	ملحقہ مواضعات	بعد نماز ظہر	ملحقہ مواضعات	بعد نماز مغرب	ملحقہ مواضعات
۱	۲۰ رجون ۲۰۲۲ء	سوموار			جامع مسجد بھتورا	بگھا	جامع مسجد اسراہا	
۲	۲۱ رجون ۲۰۲۲ء	منگل	قدیم جامع مسجد جلوارہ	ترموہان، صادق ٹولہ	مدرسہ بشارت العلوم کھرایاں پتھرا		جامع مسجد بڑھی	
۳	۲۲ رجون ۲۰۲۲ء	بدھ	اونسی بچلا ٹولہ	حسنا پور، بھگوتی	نیا گاؤں	بابو سلیم پور، رجوارا، ریام، بنبولیہ، بچاری، کیوٹی، جبرا، بنواری	جامع مسجد اونسی زیرو مائل	اونسی بلانٹ، اونسی ڈیہہ، اونسی گوٹ، اونسی نیاٹلہ
۴	۲۳ رجون ۲۰۲۲ء	جمعرات	مدرسہ ہارونیہ بھنگواں		جامع مسجد ککوروا	قاضی ٹولہ، چیڑیا، میر ٹولہ، رجوان	جامع مسجد کھیری بانکا	بہٹا
۵	۲۴ رجون ۲۰۲۲ء	جمعہ	چچھوا		جامع مسجد بسفی	رمونیہ، پربتہ، سلوکھر	نور چک بسوریا	دجھوا
۶	۲۵ رجون ۲۰۲۲ء	سنیچر	جامع مسجد برداہا		جامع مسجد بلہا پورب محلہ	بلہا پچھم محلہ، اسلام پور، سعید آباد ظہور آباد	جامع مسجد جانی پور	منیر آباد، جگون، بیلبھنڈا
۷	۲۶ رجون ۲۰۲۲ء	اتوار	درجولیہ	درجولیہ پچھم واتر محلہ، رتھوس	جامع مسجد دملہ	دملہ گھاٹ	جامع مسجد بھیروا بازار	بھیروا اتر، پورب وپچھم محلہ، پوکھر ٹولہ، بنگرا ٹولہ
۸	۲۷ رجون ۲۰۲۲ء	سوموار	جامع مسجد پروہی		جامع مسجد گڑھیا	عاشورہ	مدرسہ تجوید القرآن تیسی	
۹	۲۸ رجولائی ۲۰۲۲ء	منگل	جامع مسجد شیبول		جامع مسجد رگھے پورہ	ایروا	جامع مسجد گنور	سمری
۱۰	۲۹ رجولائی ۲۰۲۲ء	بدھ	خطاب جامع مسجد بنٹولی		خطاب جامع مسجد اسراہی	خطاب پتونا	مدرسہ اشرف العلوم پرسونی میں تحفظ ناموس رسالت کانفرنس	

Scanned with CamScanner

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے!

مفتی امانت علی قاسمی

محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کائنات میں سب سے محبوب اور عظیم ہے، آپ سے افضل نہ کوئی آیا ہے تو نہ آئے گا، آپ کی شان خود قرآن میں اللہ رب العزت نے بیان کی ہے، آپ کے اخلاق کی بلندی کو بیان کرتے ہوئے اللہ نے انک لعلی خلق عظیم (آپ اخلاق کی بلندی پر فائز ہیں) فرمایا: آپ کی رفعت شان کو بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ورفعنالک ذکرک (ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کردیا ہے) فرمایا: آپ کے ناموس پر بات آئی تو اس کے جواب اور دفاع کی ذمہ داری حق تعالی شانہ نے خود ادا کی، ایک موقع پر آپ کی انگلی زخمی ہوگئی اور اس کے بعد چند دنوں وحی کا سلسلہ رک گیا تو مشرکین نے طعنہ دینا شروع کردیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے خدا نے چھوڑ دیا اور ان کا خدا ان سے ناراض ہوگیا، اس موقع پر اللہ تعالی نے سورہ ضحیٰ نازل فرمائی اور صاف لفظوں میں مشرکین کو جواب دیا: ما ودعک ربک وماقلی (آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو رخصت کیا ہے اور نہ ہی بیزار ہوا ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انعامات خداوندی بیان کرنے کا حکم دیا وامــا بـنـعـمة ربک فحدث (بہرحال آپ اپنے پروردگار کی نعمتوں کو بیان کیجیے) ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے تبا لک یا محمد کہا تو اللہ تعالی نے آپ کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا: تبت یدا ابی لھب (ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک و برباد ہوجائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے قاسم کے انتقال پر عاص بن وائل اور بعض دوسرے مشرکین نے طعنہ دیا کہ آپ کی نسل نہیں چلے گی اور جلد ہی آپ کا نام ونشان مٹ جائے گا اس موقع پر اللہ تعالی نے سورہ کوثر نازل فرمائی اور مشرکین کے طعنہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ان شـانئک ھـو الابتر (بیشک آپ کے دشمن کی جڑ کٹی ہوئی ہے) غور فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اللہ تعالی نے کس قدر عظمت و رفعت عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک آپ کا ذکر مسجد کے میناروں سے کیا جاتا ہے، آخرت میں آپ کو شفاعت کبریٰ اور مقام محمود حاصل ہوگا اور دنیا کی تاریخ پر نظر ڈال لیں کیا کوئی شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں کو عزت واحترام سے نام لیتا دکھائی دیتا ہے۔

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی گواہی اپنوں نے نہیں؛ بلکہ غیروں نے بھی دی ہے، انگریز مصنف مائیکل ہارٹ نے سو عظیم انسان پر کتاب لکھی اس میں انہوں نے سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور یہ ثابت کیا کہ کائنات میں اول درجے کی شخصیت اگر کوئی ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، ایک مرتبہ غار حراء سے آپ تشریف لائے اور آپ پر خوف کے آثار تھے، آپ نے حضرت خدیجہؓ سے اپنے غم کا اظہار فرمایا تو حضرت خدیجہ نے جو آپ کے اوصاف بیان کیے اس میں آپ کی سیرت وشخصیت کا عکس دکھائی دیتا ہے، حضرت خدیجہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم اللہ تعالی آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ رشتے ناطے جوڑتے ہیں، سچی باتیں کرتے ہیں مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور مظلوموں کی مدد کرتے ہیں، ایسے عظیم انسان کو اللہ کس طرح رسوا کرسکتا ہے؟ یہ آپ کی سیرت کے ابتدائی نقوش ہیں، ورنہ آپ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مکہ میں کمزوری اور کسمپرسی میں تھے تو آپ نے ظلم سہا، تکلیفیں جھیلیں؛ لیکن جب بدلے کا وقت آیا اور آپ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آپ نے انتقام کے بجائے عفو ودرگزر سے کام لیا، جن لوگوں نے بے انتہاء اذیتیں دی تھیں ان کو آپ نے معافی کا پروانہ دے دیا۔ آپ نے اخلاق کا جو نمونہ پیش کیا وہ کسی بھی پیشوایان مذہب میں اور تاریخ کے کسی بھی عہد میں دکھائی نہیں دیتا ہے، جنہوں نے آپ کے چچا کا کلیجہ چبایا تھا تو آپ نے ان کو بھی معاف کردیا، جس نے نماز کی حالت میں آپ پر جانور کی اوجھ ڈالی تھی اسے بھی بخش دیا، آپ نہ صرف اپنوں اور مسلمانوں کے ساتھ ہی رحم وکرم کا معاملہ فرماتے تھے؛ بلکہ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمیشہ حسن وسلوک کیا جنہوں نے آپ کے مذہب کو ٹھکرا دیا تھا، غیر مسلموں کے جنازہ کے احترام میں بھی آپ کھڑے ہوجاتے تھے، چچا ابو طالب جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا پھر بھی آپ ان کے جلوس جنازہ میں تشریف لے گئے اور مقام تدفین تک پہونچے، آپ نے حضرات صحابہ کو بھی اپنے غیر مسلم رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم فرمائی، ایک یہودی نوجوان جو آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا جب وہ بیمار پڑا تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

آپ کی ذات اور آپ کے اخلاق کریمانہ کا حال یہ تھا کہ مکہ میں جب قحط پڑا اور اہل مکہ نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے قریب چار سال تک آپ کا دانہ پانی بند کردیا تھا ان کے لیے دعا بھی کی اور تعاون کا ہاتھ بھی بڑھایا، مکہ میں نجد کی طرف سے مال آیا کرتا تھا وہاں کے سردار ثمامہ بن اثال جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے مکہ کی طرف غلہ بھیجنا بند کردیا اور کہا جب تک حضور کی اجازت نہیں ہوگی ایک دانہ بھی مکہ نہیں جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے منع کردیا اور غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔

آپ کے انہی اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حضرات صحابہ آپ کے دیوانے تھے، اور حد درجہ آپ سے محبت کرتے تھے، عروہ بن مسعود ثقفی کو قریش نے صلح حدیبیہ سے پیشتر اپنا سفیر بنا کر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا، انہیں سمجھایا گیا تھا کہ مسلمانوں کے حالات کو ذرا غور سے دیکھے اور قوم کو آکر بتائے، عروہ نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کے پانی پر صحابہ یوں گرتے ہیں گویا ابھی لڑ پڑیں گے، اور زمین پر گرنے سے پہلے کوئی نہ کوئی اپنے ہاتھ پر روک لیتا ہے اور اپنے چہرے پر مل لیتا ہے، حضور کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لیے سب دوڑے پھرتے ہیں، حضور کچھ بولتے ہیں تو سب چپ ہوجاتے ہیں، تعظیم کا یہ حال ہے کہ حضور کی جانب آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے، عروہ نے یہ سب کچھ دیکھ کر قوم سے بیان کیا اے لوگو! میں نے کسریٰ کا دربار بھی دیکھا، قیصر کا تخت وتاج بھی دیکھا، نجاشی کی فرماں روائی بھی دیکھی، مگر اصحاب محمد جو محمد کی تعظیم کرتے ہیں وہ تو کسی بادشاہ کو بھی اپنے دربار اور ملک میں حاصل نہیں۔

یہ تو صحابہ کے عشق نبی کا حال تھا؛ لیکن سچائی یہ ہے کہ ہر ایمان والے کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت ہوتی ہے چاہے وہ اس محبت کا اظہار کرسکے یا نہ کرسکے، حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ میں ان کی نگاہ میں اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں، اگر کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنی اولاد سے یا اپنے مال سے محبت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق اس کا ایمان کامل نہیں ہے یہی وہ حقیقت ہے جسے بعض لوگ آج تک سمجھنے سے قاصر ہیں، کوئی اس کا برملا اظہار کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا؛ لیکن یہ حقیقت ہے اگر وہ ایمان کا دعویدار ہے تو محمد کی غلامی اس کے لیے شرط اول ہے:

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی سب کچھ نامکمل ہے

ناموس رسالت کے حالیہ واقعہ نے ہندوستانی مسلمانوں کو ہی نہیں؛ بلکہ پوری دنیا میں بسنے والے ایمان والوں کو بے چین کردیا ہے، اس لیے کہ مسلمان ناموس رسالت پر آنچ آنے کو برداشت نہیں کرسکتے ہیں، اسی لیے پوری دنیا میں مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاجات کئے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے؛ لیکن ہر شر سے خیر کا پہلو نکلتا ہے، اور دین اسلام ہر کربلا کے بعد زندہ ہوتا ہے، اسلام کا پودہ اسی طرح کی قربانیوں کے بعد ہرا ہوتا ہے، ایمان والے کے لیے یہی موقع ہوتا ہے اپنے ایمان کے امتحان کا اور یہ جانچنے کا کہ عشق نبی کی چنگاری دلوں میں موجزن ہے یا نہیں؟ الفت کا دعوی زبانی اور کھوکھلا ہے یا دل عشق نبی کی بھٹی سے گرم ہے؟ لہو میں ایمانی حرارت باقی ہے یا اس کا ایمانی خون خشک ہوچکا ہے، الفت کے بازار میں عشق نبی کا خریدار ہے یا مادیت کی منڈی میں دنیا کا پرستار ہے، یقیناً جن کے دلوں میں اس واقعے سے بے چینی ہوئی ہے یہ اس بات کی علامت ہے اس کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہے، اسے اس پر خوش ہونا چاہیے اور جنہوں نے محسوس کیا کہ یہ کوئی واقعہ ہی نہیں ہے تو انہیں اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

اس موقع پر پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں نے جس عزیمت کا مظاہرہ کیا ہے اور عشق نبی کے لیے جس عزم وحوصلے کا ثبوت دیا ہے وہ ایمانی غیریت وحمیت کا غماز ہے، مدثر جورانچی کے احتجاجی مظاہرے میں شہید ہوگیا اس کی زندگی کے آخری جملے اور اس کی ماں کے قابل فخر بیان نے ہر مسلمانوں کے دلوں میں عشق نبی کی دبی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنادیا ہے، ان کا بیان **"اسلام زندہ تھا، زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی جان دے دی"** اس بیان نے صحابیہ حضرت خنساء کی یاد تازہ کردی اس جرأت وہمت کو سلام کرنا چاہیے اتنے بڑے حادثے کے وقت اس قدر جرأت وعزیمت کا بیان حوصلے کی عظیم بلندی پر فائز خاتون ہی دے سکتی ہیں، ہمیں یہاں رک کر سوچنا اور اپنا محاسبہ کرنا ضروری ہوگا کہ ہم عاشق نبی کیا صرف زبان سے عشق نبی کا دعوی کرکے اپنی محبت میں کامیاب ہوجائیں گے، کیا ہم نبی کی سیرت آپ کے کردار سے چشم پوشی کرکے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے پہلو تہی کرکے حوض کوثر پر حضور کی سفارش کے طلب گار بن جائیں گے، ہمیں اس کا محاسبہ کرنا چاہیے اور اپنے عمل میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

شر سے خیر کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ نائن الیون کے بعد جب امریکہ نے دہشت گردی کا رخ مسلمانوں کی طرف کردیا اور مسلمانوں کو دہشت گردی سے جوڑ کر دیکھا جانے لگا اور مختلف پروپیگنڈے حکومت کے چشم آبرو سے وجود میں آنے لگے، امریکہ کے مسلمانوں کا امریکہ میں دم گھٹنے لگا اور ان کے لیے اپنی شناخت کو باقی رکھنا مشکل ہوگیا تو اسی شر سے خیر کا پہلو یہ نکلا کے وہاں کے مسلمانوں نے سمجھداری اور دانش مندی کا ثبوت دیا اور مومنانہ فراست سے حالات کا رخ موڑنے میں کامیابی حاصل کی، وہاں کے مسلمانوں نے اسلام کے تعارف کی ہر ممکن کوشش کی، عام لوگوں کو visit to our mosque کے ذریعہ مسجدوں میں بلایا اور اسلام کا تعارف پیش کیا، چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ذریعہ لوگوں کو اسلام سے قریب کیا، مدارس کے بارے میں پروپگنڈہ چلایا گیا تو وہاں کے پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم موسیٰ نے what is a Madrasa کتاب لکھی جس میں انہوں نے مدرسہ کے داخلی نظام، نصاب اور طریقہ تعلیم کا مکمل تعارف کرایا اور بتلایا کہ مدرسے کس طرح کی تعلیم دیتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام اور خالی الذہن شہریوں نے اسلام اور قرآن کا مطالعہ شروع کیا اور جو لوگ پروپیگنڈہ پر یقین نہیں رکھتے ہیں انہوں نے حقیقت جاننے کی کوشش کی اور ریسرچ اور تحقیق کے ذریعہ اسلام کو سمجھنا چاہا، تاریخ گواہ ہے کہ اس قلیل عرصے میں جتنے مسلمانوں نے وہاں اسلام قبول کیا کئی دہائی میں اتنے لوگ اسلام کی طرف نہیں آئے۔

ٹھیک اس واقعہ کے بعد ہندوستان سمیت پوری دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھنے اور سمجھنے کا ایک رجحان بڑھ رہا ہے، انٹرنیٹ پر بہت زیادہ لوگ آپ کی سیرت کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرر ہے ہیں، یہ ایک نیک فال ہے جس کے ان شاء اللہ اچھے اثرات مرتب ہوں گے، لیکن یہاں پر ہم لوگوں کی طرف سے بھی کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں جس کی تلافی کا یہ بہت مناسب وقت ہے، عام ہندوستانیوں کی مادری زبان ہندی ہے یا علاقائی زبان ہے اور علم وتحقیق کی زبان انگریزی ہے، ہم نے انگریزی، ہندی اور علاقائی زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اتنا کام نہیں کیا جس قدر ضرورت تھی، آج جب لوگ انٹرنیٹ پر یا بک اسٹال پر سیرت کی کتاب تلاش کرنے جاتے ہیں تو انہیں مستند علماء کی کتابیں نہیں ملتی ہیں، انٹرنیٹ پر مستشرقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے تعلق سے جو اعتراضات کئے ہیں اور جس طرح زہر فشانی کی ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں، آج بہت زیادہ لوگ مستشرقین کی تحریروں سے متاثر ہورہے ہیں، آج بہت مناسب وقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف گوشوں کو مختلف زبانوں میں تحریر کرایا جائے، اسے بڑی تعداد میں شائع کیا جائے اور انٹرنیٹ پر بھی اپلوڈ کیا جائے، اس وقت مثبت اور تعمیری کاموں میں اس جانب خصوصی توجہ کی ضرورت ہے ان شاء اللہ اس شر سے خیر وجود میں آئے گا اور بڑی تعداد میں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھ کر متاثر ہوں گے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

اردو ادب میں اصلاح زبان کی تحریکیں

مسرت جہاں

جب کوئی زبان اپنی نشو ونما کے ابتدائی منازل عبور کر کے انتہاء تک پہنچ جاتی ہے تو ارباب ذوق اس زبان کے خدوخال اور حسن و جمال، معیارلسان، فصاحت اور بلاغت کو مزید نکھارنے اور سنوارنے کے لئے ارادی اور غیر ارادی، اجتماعی اور بسا اوقات انفرادی سطح پر زبان و بیان کی اصلاح کا آغاز کرتے ہیں۔اس اصلاح کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ بعض الفاظ اور تراکیب کو تخلیقی مقاصد کے لئے ناکارہ قرار دیکر ترک کر دیا جاتا ہے۔ایسے الفاظ کو اصطلاح میں متروک الفاظ کہتے ہیں۔الفاظ کا متروک قرار پانا ایک طویل امر ہے۔آغاز میں جو الفاظ شعراء اور ادباء ترک کرتے ہیں عوام انھیں استعمال کرتے رہتے ہیں۔البتہ ایک مدت کے بعد معاشرہ خود بخود ان الفاظ سے غیر مانوس ہوتا چلا جاتا ہے۔اس طرح اس اصلاح کے ذریعہ بعض رجحانات کا قلع قمع کیا جاتا ہے۔اردو میں اصلاح زبان کی تحریک کا سبب ایہام گوئی کو قرار دیا جاتا ہے۔ایہام عربی زبان کا لفظ ہے یعنی ''وہم میں ڈالنا''۔اصطلاح میں ایہام گوئی سے مراد یہ ہے کہ شعر میں ایسا لفظ لایا جائے جسکے دو معنی ہوں۔ایک معنی قریب کے ہوں اور دوسرے بعید۔لیکن شاعر کی مراد بعید سے ہو۔اسی طرح بعض الفاظ وتراکیب اور رجحانات کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھال کر اپنانے یا رد کر دینے کا نام اصلاح زبان ہے۔اردو زبان سے منسلک ادباء کو جب یہ احساس ہوا کہ اب یہ زبان اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اس کو اعلیٰ تخلیقی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو اس وقت ان کے پیش نظر تین اسالیب تھے۔۱۔غزل کا دکنی اسلوب۔۲۔نستعلیق فارسی کا طرز۔۳۔دہلی کے گلی کوچوں کی زبان۔

زبان کو فصاحت عطا کرنے کے لئے فارسی کا نستعلیق طرز یقیناً فطری انتخاب تھا۔ایہام گوئی سے اکتائے اس وقت کے اردو شعراء نے آخر ردعمل کے طور پر زبان میں فصاحت پیدا کرنے کے لئے فارسی طرز کا انتخاب کیا۔

اس تحریک کے شعراء نے احساس، جزبہ اور خیال کو اپنی شاعری میں ایک ایسی شکل دی کہ نئے شعراء نے اس روایت کو اپنا کر اسے مکمل کر دیا۔ردعمل کی تحریک نے تخلیقی سطح پر فارسی اثرات کو عام بول چال کی زبان میں جذب کر کے ایک ایسی صورت دے دی جس سے اردو زبان کے خدوخال متعین ہو گئے۔سب سے پہلے مرزا مظہر جان جاناں نے اس طرف توجہ کی اور ایک مستقل دور تجدید واصلاح کی بنیاد ڈالی۔اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس بات پر اکسایا کہ وہ اس صحت مند اسلوب کی پیروی کریں۔آپ نے طرز سخن کو سنوارنے کے لیے فارسی زبان کے کم وبیش پانچ سو شعراء کے ایسے کلام کا انتخاب کیا جسمیں قلبی کیفیات کا اظہار حقیقت بیانی اور سادہ گوئی کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔مرزا مظہر کی خدمات کا اعتراف اپنی جگہ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ آج آپ کا بہت تھوڑا کلام دستیاب ہے کہ جو گنتی کے چند اردو اشعار پر مبنی ہے۔ترک ایہام میں جس مرد میدان کو درحقیقت رفعت اور سربلندی حاصل ہوئی وہ شیخ ظہورالدین حاتم ہیں۔حاتم اپنے دور کے مقبول ومشہور تھے۔حاتم کو اپنے معاصرین کے مقابلہ میں کہیں پہلے اصلاح زبان کی ضرورت اور اہمیت اور ایہام کے نقصانات کا احساس ہو گیا تھا۔انھوں نے اپنے کلام میں سے کمزور اشعار خارج کر کے منتخب اشعار پر مبنی انتخاب مرتب کیا۔اس مجموعہ کا نام ''دیوان زادہ "رکھا۔حاتم نے خود بھی ایہام ترک کیا اور شاگردوں کو بھی باز رکھا۔یوں معاصر شاعرانہ رویہ میں تبدیلی لانے کا باعث بنے۔ایہام گوئی کے نقصانات اپنی جگہ مگر اس رجحان کے باعث الفاظ کے نئے مفاہیم پیدا کرنے اور لفظوں کو اچھی طرح ٹٹولنے کا عمل ضرور پروان چڑھا۔مزید یہ کہ اس دلچسپ صنعت کے باعث لوگوں میں فارسی کے بالمقابل اردو شاعری کا ذوق فروغ پانے لگا۔دہلی میں اصلاح زبان کی ہونے والی تمام تحریکیں درحقیقت دکن کے اس اسلوب کے خلاف ردعمل کے طور پر تھیں کہ جو دکن کے ذریعہ دہلی آیا تھا۔

جب دہلی کے حالات دگرگوں ہوئے تو میر، سودا، میر اثر اور میر حسن جیسے نامی گرامی ماہرین فن دہلی کو خیرآباد کہ کر لکھنو چلے آئے۔یہ شعراء کا وہ گروہ ہے جو مزاجا دہلی کا تھا اور مجبوراً لکھنو میں آباد ہوا۔یہ تمام مستند شعراء تھے لیکن لکھنو میں سرکاری سرپرستی سے ہمیشہ محروم رہے پھر لکھنو میں اودھ کی زبان کا لہجہ شامل تھا جبکہ دہلی میں میرٹھی اور مقامی زبانوں کا اثر تھا۔ان تمام باتوں کا اثر یہ ہوا کہ لکھنوء کے شعراء میں دہلویت کے خلاف ایک تحریک نے جنم لیا اور ناسخ اس تحریک کے مرکزی کردار ٹھہرے۔اسی طرح اس زمانہ میں ایک نئے طرز سخن نے بھی راہ پالی تھی۔ریختی طرز سخن لکھنو کے مصنوعی معاشرہ کی مقبول لیکن غزل کی مبتذل صنف سخن تھی کہ جسمیں عورتوں کی زبان میں محاورے، اشارے، کنائے کے اشعار کہے جاتے تھے۔گوکہ ناسخ خود بھی اس صنف میں مشاق تھے لیکن بعدازاں آپ ان شعراء میں شامل ہوئے کہ جنھوں نے اس صنف سے بےاعتنائی اختیار کی۔

یہ ایسی شاعری تھی جسمیں لکھنو معاشرہ کا سارا ابتذال سمٹ کر سما گیا تھا۔چنانچہ عورتوں کے احساسات اور جذبات کو پیش کرنے کی بجائے رقیق اور سوقیانہ اظہار سے جنسی جذبات کو برانگیختہ کیا جانے لگا۔رنگین اور انشا نے اس صنف سے حکمرانوں اور رئیسوں کے سفلہ جذبات کی تسکین کی۔لیکن میر اور سودا، آتش اور ناسخ جیسے شعراء نے اس صنف سے بے اعتنائی اختیار کی۔چنانچہ اب یہ صنف سعادت یار خان رنگین اور جان صاحب کی ادنی خیالی کی یادگار ہے۔

اصلاح زبان کے باب میں ناسخ آسمان لکھنو پر بدر منیر کی سی حیثیت رکھتے تھے۔ناسخ نے اردو کی صرف اور نحو کو درست کیا۔روزمرہ اور محاورات کی چھان پھٹک کی اور اس کے قائدے مقرر کئے۔تمام مستعمل الفاظ کی تذکیروتانیث کے اصول تراشے، افعال اور مصادر میں اہم تبدیلیاں کیں۔عروض و قافیہ کے لحاظ سے وزن اور شعر کی درستگی پر زور دیا۔چنانچہ لکھنو میں ناسخ کی زبان کسوٹی بن گئی۔ناسخ نے ریختہ کو اردو زبان کا نام دیا اور محاورہ دہلی کے مقابلے میں محاورہ لکھنوء وضع کیا۔پہلے غزل کو بھی ریختہ کہا جاتا تھا لیکن ناسخ نے صنف غزل کے لئے ریختہ کو متروک قرار دے دیا۔

بہر حال ناسخ کی اصلاحی سرگرمیوں کی وجہ خواہ کچھ بھی رہی ہو لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس باب میں ناسخ کے کردار کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔جہاں تک زبان میں متروکات کے عمل کا تعلق ہے تو جس طرح نشونما کی ایک خاص سیڑھی پر یہ عمل شروع ہوتا ہے۔اسی طرح جب زبان پیچیدہ تخلیقی مضامین ومفاہیم کو ادا کرنے کی بھرپور صلاحیت پیدا کر لیتی ہے تو پھر یہ عمل بالا آخر رک جانا چاہیے کیونکہ زبان کو قواعد کے نام پر پابند کر دینا کسی صورت میں بھی انصاف پسندی نہیں کہلا سکتی۔

عبادت گاہوں کے تحفظ کا قانون برقرار رکھا جائے

خواجہ عبدالمنتقم

چونکہ Places of Worship (Special provisions) Act کے جواز اور ضمنی امور سے متعلق مختلف معاملات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت یا زیر التوا ہیں، اس لیے ہم نے قارئین کو صرف یہ باور کرانے کے لیے یہ مضمون لکھا ہے کہ اس قانون کو بنانے کی ضرورت کیوں پڑی۔جہاں تک اس میں شامل التزامات کی بات ہے وہ سب public domain میں ہیں۔جب بھی کوئی نیا قانون بنایا جاتا ہے یا اس میں ترمیم کی جاتی ہے تو بل کے ساتھ ایک دستاویز جسے Statement of objects and reasons یا SOR کہا جاتا ہے، لگائی جاتی ہے اور اس میں ان وجوہات کو درج کیا جاتا ہے جن کے باعث کوئی قانون بنانا پڑتا ہے یا اس میں ترمیم کی جاتی ہے۔اسی طرح کا SOR عبادت گاہیں (خصوصی توضیعات) بل 1991 کا 124 پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے روبرو رکھا گیا تھا اور دونوں ایوانوں میں پاس ہونے اور صدر کی منظوری کے بعد اس نے ایکٹ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ متذکرہ بالا بل میں جو SOR شامل کیا گیا تھا، اس کی عبارت درج ذیل ہے: ''چونکہ عبادت گاہوں کی نوعیت کی تبدیلی (conversions) کی بابت وقتاً فوقتاً سوال اٹھائے جاتے رہے ہیں، اس لیے یہ محسوس کیا گیا کہ اس طرح کے conversions پر پابندی لگائی جائے یعنی ممنوع کیا جائے۔2. ایسی کسی بھی عبادت گاہ کی بابت، جو 15 اگست 1947 کو موجود تھی، کسی بھی اختلاف کو ختم کرنے کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ہر ایسی عبادت گاہ کی، جو 15 اگست 1947 کو موجود تھی، مذہبی نوعیت کو برقرار رکھنے کے لیے توضیع کی جائے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسی عبادت گاہوں کی بابت جو بھی مقدمات یا کارروائیاں زیر التوا ہیں وہ ساقط ہو سکیں گی اور آئندہ بھی کوئی مقدمہ یا دیگر کارروائیاں کرنے پر پابندی لگائی جا سکے گی۔3. البتہ عرف عام میں رام جنم بھومی-بابری مسجد کہلائے جانے والے مقام سے متعلق معاملہ چونکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یکتا ہے، اس لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسے اس ایکٹ کے اس پر اطلاق سے چھوٹ دی جائے۔4. علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وامان قائم رکھنے کے لیے ان معاملات کو بھی اس ایکٹ کے اطلاق سے چھوٹ دی جاتی ہے جن میں 15 اگست، 1947 اور 11 جولائی، 1991 کے دوران عدالتیں، ٹربیونل، یا اتھارٹیز فیصلہ دے چکی ہیں یا جن میں فریقین نے خود یا رضامندی سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔5. اس قانون کے نفاذ کی تاریخ 11 جولائی، 1991 مقرر کرنے کی تجویز ہے چونکہ اسی دن صدر نے ایسا اعلان کرتے ہوئے پارلیمنٹ سے خطاب کیا تھا۔6. یہ بل مذکورہ اغراض کو پورا کرنے کے لیے ہے۔'' اس SOR کو عملی جامہ پہنانے کے لیے متذکرہ ایکٹ میں دیگر باتوں کے ساتھ واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ ایسی کسی بھی عبادت گاہ کی، جو 15، اگست 1947 میں موجود تھی، مذہبی نوعیت کو برقرار رکھا جائے اور ایسی عبادت گاہوں کی بابت جو بھی مقدمات یا کارروائیاں زیر التوا ہیں وہ ساقط ہو جائیں گی اور آئندہ بھی نہ تو کوئی مقدمہ دائر کیا جا سکے گا اور نہ دیگر کوئی کارروائی کی جا سکے گی البتہ رام جنم بھومی-بابری مسجد معاملہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یکتا ہے، اس لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسے اس ایکٹ کے اطلاق سے چھوٹ دی جائے۔اس کے علاوہ کسی قانون کی نوعیت کا اندازہ اس کی تمہید (preamble) سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔آیئے اب یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ تمہید کیا ہوتی ہے اور قانون کی نظر میں اس کی کیا اہمیت ہے۔کسی بھی قانون کی تمہید میں اصل دفعات اور اس قانون کے نفاذ کی ضرورت اور غرض وغایت بیان کی جاتی ہے اور اگر قانون یا آئین میں، جسے ملک کے بنیادی قانون کا درجہ حاصل ہے، کی کوئی دفعہ واضح نہیں ہوتی تو اس کی صحیح تعبیر کے لیے تمہید کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے، تاکہ یہ پتہ لگایا جا سکے کہ مقننہ یا قانون ساز اداروں کا ایسا قانون لانے کا کیا منشا اور کیا غرض وغایت تھی۔ 1991 کی تمہید میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ یہ قانون ہر ایسی عبادت گاہ کی، جو 15 اگست 1947 میں موجود تھی، مذہبی نوعیت کو برقرار رکھنے اور اس میں کسی بھی قسم کی تبدیلی پر روک لگانے اور ان سے منسلک یا ضمنی امور کی بابت توضیع کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ ہر حکومت کی ہر دور حکومت میں یہ پالیسی رہی ہے کہ ہر حال میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وامان قائم رکھا جائے۔کچھ ایسی ہی صورت حال میں جب آئین (42ویں ترمیم) ایکٹ، 1976، کی رو سے لفظ سیکولرزم آئین کی تمہید میں شامل کیا گیا تھا، تو اس کے SOR میں بھی صاف طور پر یہ بات کہی گئی تھی کہ چونکہ کچھ عوامل اور مفاد پرست لوگ اپنے ذاتی اغراض کی خاطر عام فلاحی اقدامات کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور یہ کہ آئین کو زندہ رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ بتدریج آگے بڑھتا رہے اور اگر آئین کے اس تدریجی سفر میں رکاوٹ آتی ہے تو یہ خدشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں آئین کمزور نہ پڑ جائے۔ابھی چونکہ یہ معاملہ مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہے، اس لیے ایسے حالات میں کسی بھی قسم کے خدشات کی بابت قیاس آرائی یا ججوں کی دیانتداری کی بابت شک و شبہات کا اظہار نہ صرف نامناسب ہے بلکہ قرین مصلحت بھی نہیں۔ابھی تو یہ ابتدائے عشق قانونی ہے اس کے عدالت عظمیٰ تک کئی مدارج باقی ہیں۔دوسرے یہ کہ اس بات کا قبل از وقت یہ اندازہ لگانا بڑا مشکل کام ہے کہ حتمی فیصلہ کب تک ہوگا۔عدالتیں پہلے ہی زیر التوا معاملات کے بوجھ کے نیچے دبی پڑی ہیں اور انصاف میں تاخیر ایک معمول بن چکی ہے۔ہاں یہ بات ضرور ہے کہ کوئی بھی عدالت جب تک یہ قانون نافذ العمل ہے، اس کے خلاف کوئی حکم جاری کرنے کی جرات نہیں کر سکتی اور اگر کرتی ہے تو ہم روز دیکھتے ہیں کہ سپریم کورٹ کتنے ہی معاملوں میں ہائی کورٹ اور ذیلی عدالتوں کے خلاف strictures پاس کرتا ہے یعنی ان کی نکتہ چینی کرتا ہے یا حرف گیری سے کام لیتا ہے۔ہر فریق کو یہ امید رکھنی چاہیے کہ عدالت کا حتمی فیصلہ اس قانون کی تمہید و SOR میں درج غرض وغایت اور قانون میں شامل دفعات کی روشنی میں ہی ہوگا۔جب تک فیصلہ نہیں آتا کسی بھی فریق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ متعلقہ عبادت گاہ میں کسی قسم کی تبدیلی یا بدلاؤ کرے۔اگر کسی بھی فریق نے ایسا کیا تو وہ اس قانون کی رو سے مستوجب سزا ہوگا۔

Scanned with CamScanner

یورپی ممالک میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کا راز

مولانا محمد انس فلاحی مدنی

اسلام غور وفکر اور دلیل کی بنیاد پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور ایمانیات کے ضمن میں عقل انسانی کی تسلی کے لیے آفاق وانفس کے دلائل پیش کرتا ہے۔اس میں جگہ جگہ،"تعقلون، تبصرون، تذکرون" جیسے الفاظ کے ذریعے غور وفکر پر ابھارا گیا ہے۔اسلامی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی شخص، گروہ یا قوم کو مسلم حکم رانوں اور مسلمانوں نے زور بردستی یا لالچ دے کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہو۔ اسلام تو دراصل اپنے ہمہ گیر نظام حیات، فطری تعلیمات عقل انسانی کو اپیل کرنے والی ہدایات اور مسلمانوں کی اخلاقی خوبیوں کی وجہ سے صحراء عرب سے نکل کر براعظم ایشیا وافریقہ کے ساتھ دنیا بھر میں پھیلا ہے۔

سازشیں، لیکن مثبت نتائج

صلیبی جنگوں (آغاز ۱۰۹۶ء) میں شکست کھانے کے بعد عیسائیت نے اسلام کی تصویر کو بگاڑنے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے 'استشراق' کا آغاز کیا۔'تحریک استشراق' کا بنیادی مقصد اسلامی احکام وتعلیمات کی شبیہ بگاڑنا تھا۔مستشرقین نے اسلامی علوم وافکار پر شب خون مارنے کے لیے گہرا مطالعہ کیا، اسلامی احکام میں جب کسی طرح کا سقم نہ مل سکا تو انھوں نے بددیانتی کی راہ اپنائی، اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق اسلامی علوم کی ترجمانی شروع کردی۔ مستشرقین اپنے مقصد میں بہت زیادہ کامیاب نہ ہوسکے، البتہ انھوں نے اسلامی دنیا میں مسلم شاگرد ضرور پیدا کردیے، جو ان ہی کے نہج پر اسلامی علوم وافکار کی تعبیر وتشریح کا کام کررہے ہیں اور مسلم ذہنوں میں اسلام کے تعلق سے تشکیک وتذبذب پیدا کرنے کی مذموم کوششیں کررہے ہیں۔

استشراق کی حقیقت بے نقاب کرنے میں اسلامی مفکرین اور مسلم علماء ودانش وران نے بھی جان سے محنت کی۔ استشراقی تحریک اپنے مقصد میں نمایاں کامیابی حاصل نہ کرسکی تو گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں تہذیبوں کا تصادم کا نظریہ پیش کیا گیا۔ اس نظریہ کے مبلغ سیموئل پی ہینگٹن (Semoil P Watington) نے یہ تصور پیش کیا کہ مغربی تہذیب کو اگر کسی سے خطرہ ہے تو وہ اسلام ہے۔ چنانچہ اس کے بعد ۹/۱۱ کا ڈرامہ رچا گیا تاکہ اسلام اور مسلمانوں پر حملے کا جواز بن سکے، پھر اسلاموفوبیا کا دور دورہ شروع ہوا۔

اسلاموفوبیا کے عنوان سے پوری دنیا میں اسلام مخالف مہم شروع ہوئی۔ اسلام کو دہشت گرد مذہب ثابت کرنے کے لیے جنگی پیمانے پر کوششیں ہوئیں۔ اس کے لیے بے تحاشا دولت صرف کی گئی ہے۔ اس کا اندازہ امریکہ کے ایک تحقیقی ادارے 'سنٹر فار امریکن پروگریس' کی جانب سے ۲۶/اگست ۲۰۱۱ء کو امریکہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوششوں کے جائزے پر مشتمل ایک رپورٹ Fear, Inc, The Roots of Islamophobia Network In America سے ہوتا ہے۔ اس میں مستند معلومات کی بنیاد پر انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکہ میں لکھنے والوں اور اس حوالے سے متحرک ایک گروپ نے پچھلے عشروں میں اسلام کے حوالے سے خوف کے جذبات فروغ دینے کے لیے دسیوں لاکھ ڈالر خرچ کیے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سات رفاہی گروپوں کی جانب سے تقریبا ۴۳ ملین ڈالر مسلم مخالف مہمات چلانے کے لیے فراہم کیے گئے۔

اسلاموفوبیا کے اثرات پوری دنیا پر تیزی سے پھیلے، اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے زاویۂ نظر تبدیل ہوا۔ اسلام کو دہشت گردی کو فروغ دینے والا مذہب سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ مغرب کی اس مہم نے مسلمانوں کے تعلق سے دنیا کو خوف میں مبتلا کردیا۔ لیکن اس شر سے خیر نمودار ہوا۔ چنانچہ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے تجسس پیدا ہوا۔ دنیا یہ جاننے کی کوشش کرنے لگی کہ کیا مسلمان واقعی دہشت گرد ہیں؟ کیا اسلام دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے؟ چنانچہ اس مہم سے مغرب میں مطالعہ اسلام کا سفر پوری آب وتاب کے ساتھ شروع ہوا۔ مغرب میں مسلمانوں کے اعداد وشمار اور قبول اسلام کے تعلق سے سروے اور جائزے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اسلام وہاں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ مغرب ہی نہیں، اب اسلام دنیا میں سب سے زیادہ قبول کیا جانے والا مذہب بن چکا ہے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اس کی فطری اور آفاقی تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔

دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ورلڈ ریلیجن ڈاٹا بیس کے مطابق اس وقت عیسائیت دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے، جس کے ماننے والوں کی تعداد 2.38 بلین ہے، جب کہ اسلام کو ماننے والوں کی تعداد 1.91 بلین ہے لیکن ۲۰۵۰ء تک اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔

ایک رپورٹ ۱۹۳۴ء تا ۱۹۸۴ء مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافے کی شرح کو ظاہر کرتی ہے:

عیسائیت ۱۳۸ فی صد اضافہ، بدھ مت ۶۳ فی صد اضافہ، ہندومت ۱۱۷ فی صد اضافہ، یہودیت ۴ فی صد کمی، اسلام ۲۳۵ فی صد اضافہ۔

ایک سروے کے مطابق دین اسلام کی مقبولیت کی موجودہ صورت حال کچھ یوں ہے: "اسلام پوری دنیا میں پھیل چکا ہے کیوں کہ دنیا کا کوئی ملک بھی ایسا نہیں جہاں کوئی نہ کوئی مسلمان آباد نہ ہو"۔ اسلام کی اشاعت کے نتیجے میں مسلمان معاشرے اور مسلمان اقلیتیں اب کئی علاقوں میں آباد ہیں اور ایک ایسی قوت کی حیثیت اختیار کرچکی ہیں جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ دنیا میں ۴۰ فی صد سے زائد مسلمان اقلیتوں کے طور پر ہیں۔ مغرب میں اسلام کا مستقبل مسلمانوں کے مستقبل کو بالخصوص اور انسانیت کے مستقبل کو بالعموم متاثر کرے گا کیوں کہ اسلام یوروپی ممالک کا دوسرا سب سے زیادہ وسعت پذیر دین بن چکا ہے۔

امریکہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی شرح کے بارے میں مسٹر سمیع باغل (Sami Baaghil) نے لکھا ہے: "ایک اندازے کے مطابق ہر سال تقریبا پانچ ہزار (۵۰۰۰) امریکی اسلام قبول کرتے ہیں۔ ایڈسن (Edison) کی طرح ان میں سے اکثر افریقی ہیں۔ نیویارک کی نیشنل کونسل آف اسلامک افیئرز کے ترجمان محمد مہدی کہتے ہیں کہ ان میں سے کئی لوگوں کا خیال ہے کہ جب ان کے آباء واجداد کو یہاں لاکر بسایا گیا تو اس وقت وہ مسلمان تھے۔"

۴/جنوری ۲۰۱۱ء کو برطانوی روزنامہ انڈی پینڈنٹ میں "برطانیہ کی اسلامی صورت گری: غیر معمولی تعداد کا قبول اسلام ' ': The Islamicfication of Britain record numbers embrace Muslim Faith کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ پچھلے دس سال میں برطانیہ میں مسلمان ہونے والے انگریزوں کی تعداد دگنی ہوگئی ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ اس کے باوجود کہ اسلام کو اکثر منفی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، ہزاروں برطانوی ہر سال اسلام قبول کررہے ہیں۔

غرض یہ اعداد وشمار کا ایک سرسری جائزہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ایشیا، افریقہ، امریکہ اور یورپ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ تحریک استشراق اور اسلاموفوبیا کی مہم کے مذموم مقاصد اسلام کی قوت اور طاقت روکنے میں ناکام ہوچکے ہیں۔

قبول اسلام کے اسباب

(۱) دین فطرت: اسلام آفاقی دین ہے اور اس کی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ حلال وحرام کے حدود، جائز وناجائز کے معاملات پر عمل آوری انسان کے لیے ذریعہ نجات ہے۔ اس میں انسان کے فطری اور بشری تقاضوں کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔ اس کی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے نکاح جیسے پاکیزہ عمل کا حکم دیا گیا ہے۔ مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے تجارت پر ابھارا گیا ہے۔ فرد کے ذاتی حقوق کو تسلیم کرنے کے ساتھ اس پر اجتماعی ذمہ داری اور فرائض بھی عائد کیے گئے ہیں، تاکہ فرد کے ارتقاء کے ساتھ مثالی معاشرے کی تشکیل ہوسکے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب حقوق کے ساتھ فرائض کی بجا آوری کو بھی عین حق سمجھا جائے۔ معاشرے میں ظلم وجور کے خاتمہ کے لیے ظالم کا ہاتھ پکڑنے اور مظلوم کو سہارا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ کم زور اور بے سہارا افراد کی معاشی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے زکوۃ وانفاق کی ادائیگی پر ابھارا گیا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیمات غیر مسلموں کے لیے وجہ کشش بنتی ہیں۔

(۲) محفوظ ماخذ دین: دوسری وجہ کشش اسلام کے ماخذ ہیں۔ اسلام کی بنیاد جن دو ماخذ (قرآن وسنت) پر ہیں وہ صدیوں سے محفوظ ہیں۔ ان کی تعلیم وتدریس تحفیظ وتبلیغ کا سلسلہ عرصہ سے جاری ہے۔ دوسرے مذاہب کے مآخذ اصلی شکل میں محفوظ ہیں، نہ ان کی تعلیم وتدریس کا کوئی نظام پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان میں غیر معمولی تبدیلی ہوچکی ہے لیکن اسلامی شریعت کی اساس جن ماخذ پر ہے وہ روز اول سے محفوظ ہیں۔ ان کی بنیاد پر اسلامی علوم کی تشکیل ہوئی ہے۔ نیز اسلامی شریعت میں زمانے کے تقاضے اور حالات کے مطابق انسانی مسائل کا حل پیش کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تیسری خوبی یہ ہے کہ اسلامی مآخذ انسانی زندگی کے جملہ شعبوں سے بحث کرتے ہیں، دیگر مذاہب میں انسان کو کچھ روحانی اور اخلاقی تعلیمات تو ضرور دی گئی ہیں۔ لیکن اس کی مادی ضرورتوں کا مکمل نقشہ موجود نہیں ہے۔ اسلام کی یہی خوبی غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بڑھنے پر تیزی سے مجبور کررہی ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی کردار: تیسری وجہ کشش رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مثالی کردار ہے۔ آپ کی سیرت کا ہر جزا اپنی مکمل تفصیلات کے ساتھ موجود ہے۔ انسانی تاریخ میں آپ کی شخصیت کا ریکارڈ جتنی تفصیل اور واضح انداز میں موجود ہے، اس سے پہلے نہ کسی کا لکھا گیا ہے اور نہ لکھا جاسکتا ہے۔ آپ کے خوشی وغم، سفر وحضر، طعام وقیام، امن وجنگ، نکاح وطلاق، گھریلو اور اجتماعی زندگی کا واضح نقشہ موجود ہے۔ نیز آپ کی شخصیت وکردار کے منفرد وامتیازی پہلو چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی تکریم، بیواؤں، غلاموں اور کم زوروں کی دادرسی، مثالی خانگی واجتماعی زندگی، یہ سب خصوصیات غیر مسلموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت وکردار سے بہت متاثر کرتی ہیں۔ ان کی بڑی تعداد آپ کے حسن کردار وعمل سے متاثر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوتی ہے۔ ایک نومسلم ولیم بی بشیر پکارڈ (William B.Bashyr Pickard) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی کردار کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:

"عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کی محبت اور عقیدت کے جلو میں وصال فرمایا۔ آپؐ نے کفار مکہ کی جانب سے دی گئیں تکالیف اور مصائب کا مقابلہ غیر متزلزل استقامت اور اللہ پر بھروسے کے ساتھ کیا۔ فتح مکہ کے تاریخی موقع پر آپ نے شکست خوردہ دشمنوں سے رحم وکرم کا سلوک کیا اور اپنی قوت اور خوش حالی کے عروج پر بھی سادگی، کفایت شعاری اور بڑے چھوٹے سب سے برابر رحم دلی کا مظاہرہ کیا۔"

(۴) مساوات: اسلام کی نگاہ میں مال ودولت، حسب ونسب اور جاہ ومنصب انسانوں کے درمیان فرق مراتب کی بنیاد نہیں ہے۔ اس نے انسانوں کے درمیان عزوشرف کا صرف ایک پیمانہ مقرر کیا ہے، وہ ہے تقوی۔

(۵) حقوق نسواں: مغربی خواتین مغربی کلچر سے بدظن ہوکر اسلام قبول کررہی ہیں۔

تین امریکی اسکالروں کی ایک مشترکہ تحقیقی تصنیف میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں عورتوں کا تناسب مردوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے، جب کہ ہر سال اوسطاً بیس ہزار امریکی مسلمان ہورہے ہیں۔ قبول اسلام کے رجحان میں یہ نمایاں اضافہ نائن الیون واقعہ کے فوراً بعد رونما ہوا، جب اسلام کے بارے میں دل چسپی بڑھی۔ ان محققین کے مطابق، امریکیوں کی ایک قابل لحاظ تعداد اسلام قبول کررہی ہے، جن میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کا تناسب تقریبا ایک اور چار کی نسبت کا ہے۔

خواتین کے قبول اسلام کی داستان ایک نومسلم امریکی خاتون کیرل ایل اینوے (Carol L.Anway) نے اپنی کتاب: Daughters of Another Path Experiences of American Women Choosing Islam (دختران راہ دیگر: اسلام کا انتخاب کرنے والی امریکی عورتوں کے تجربات) میں تفصیل سے امریکی عورتوں میں اسلام کی مقبولیت کے بڑھتے ہوئے رجحان کے اسباب بیان کیے ہیں۔ دس ابواب پر مشتمل اس کتاب میں نومسلم خواتین کے تاثرات کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں خواتین کا جو مقام ومرتبہ ہے اس سے انھیں حقیقی اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہی ان کے قبول اسلام کا سبب بن رہا ہے۔

(٦) معاشی ذمہ داری سے آزادی: اسلام نے عورت پر معاشی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے۔ وہ اس کے بغیر بھی محبت، عزت اور احترام کی مستحق ہے۔ مغربی خواتین اپنی پیشہ وارانہ زندگی اور ذمہ داری سے عاجز آچکی ہیں۔ ملازمت پیشہ زندگی ان کی صحت کو بہت بری طرح متاثر کرتی ہے۔ وہ اس لیے اسلام میں ہی عافیت محسوس کرتی ہیں۔ یہ اور اسی طرح کے متعدد اسلام کے معاشرتی واقتصادی نظام سے متاثر ہوکر یورپ میں اسلام پھیل رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

گوشۂ خواتین

گھر کے سامانوں کو سلیقے سے رکھئے

عائشہ خان

گھروں میں جب آپ جاتے ہیں تو اتنے متاثر ہوجاتے ہیں کہ وہیں ٹھہر جانے کا دل ہوتا ہے، ایسا صرف صاحب خانہ کے اخلاق یا آداب ہی سے نہیں، بلکہ گھر کی سجاوٹ اور نفاست کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ گھروں میں سجاوٹ کے لئے کسی تام جھام کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ذرا سا سلیقہ درکار ہوتا ہے اور سلیقہ یہ ہے کہ آپ گھر کی ہر ضروری چیز کو رکھنے کے لئے ایک جگہ رکھیں، تاکہ آپ کا گھر صاف ستھرا اور سجا سجایا نظر آنے لگے گا، مثال کے طور پر آپ کے یہاں تولیہ ٹانگنے کی ایک جگہ طے ہے، اب آپ تولیہ استعمال کرنے کے بعد ٹھیک اسی جگہ پر ٹانگ دیں۔ ٹیبل پر کسی کرسی کے سرے پر یہ سوچ کر نہ رکھیں کہ تھوڑی دیر کے بعد اس کی جگہ پر ٹانگ دیا جائے گا، کیونکہ اگر بعد میں آپ بھول گئیں تو وہ وہیں پڑا رہ جائے گا اور آپ کے گھر کی سجاوٹ یا نفاست میں ایک عیب کی طرح دکھائی دے گا۔

جن گھروں میں آپ دیکھتی ہیں کہ ہر طرف ایک بے ترتیبی سی نظر آتی ہے، کپڑوں کا ڈھیر کہیں نظر آرہا ہے تو کہیں کتابیں پڑی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں، یا گھر میں استعمال کے دیگر سامان ادھر ادھر بکھرا ہوا دکھائی دے رہا ہے وغیرہ، یہ سب کچھ دراصل ''بعد میں رکھ دیں گے'' والی عادت کی وجہ سے ہی نظر آتا ہے، بعض خواتین یہ کرتی ہیں کہ دھلے ہوئے کپڑے سوکھنے کے بعد رسی سے اتار کر کسی کرسی یا ٹیبل پر رکھ دیتی ہیں اور یہ سوچ کر دوسرے کام پر لگ جاتی ہیں کہ تھوڑی دیر میں ان کپڑوں کو گٹھری بنا کر کباٹ یا الماری میں رکھ دیا جائے گا، لیکن کام کی مصروفیت کے سبب جلد وقت نہیں مل پاتا اور وہ کپڑے وہیں پڑے رہ جاتے ہیں، اسی دوران اگر کوئی مہمان وغیرہ آجائے تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچے اپنا ہوم ورک کرنے کے بعد کتابیں یوں ہی زمین پر چھوڑ کر کھیل میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ اول تو مائیں انہیں کتابیں اپنے بستے میں ڈال کر بستے کو اس کی جگہ پر رکھنے کے لئے نہیں کہتیں بلکہ اس کی کتابیں سمیٹنے کا انتظار کرتی رہتی ہیں، یہ نہیں کہ خود اٹھ کر کتابیں ان کی جگہ پر رکھ دیں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ کسی بھی کام کو ٹھیک وقت پر کرنے سے ہی گھر کی صاف صفائی ممکن ہے، جیسے اوپر ہم نے کپڑوں کا ذکر کیا کہ دھلے ہوئے کپڑے سوکھ چکے ہیں تو انہیں رسی سے اسی وقت اتاریں، جب آپ کے پاس گٹھری کر کے الماری میں رکھنے کا وقت ہو، اگر وقت نہ ہو تو انہیں رسی پر ہی رہنے دیں، اتار کر ادھر ادھر نہ رکھ دیں، ایک بار آپ نے رسی سے کپڑے اتار لئے تو پھر انہیں گٹھری کر کے فوراً کباٹ یا الماری میں رکھ دیں، گھر کی دیگر چھوٹی چھوٹی چیزیں جیسے تولیہ، کنگھی، تیل کی بوتل اور استری وغیرہ کی جگہ مختص ہونی چاہئے اور ان چیزوں کو ہمیشہ وہیں پر موجود ہونا چاہئے، آپ نے کپڑوں پر استری کرنے کیلئے استری نکالی تو کام ہوجانے کے بعد فوراً اسے اس کی جگہ پر لے جا کر رکھ دیں، یہ نہیں کہ آپ نے کپڑے تو پہن لئے یا بچوں کو پہنا دیئے لیکن استری وہیں پر رکھی رہ گئی، سر میں تیل ڈالا اور تیل کی بوتل وہیں چھوڑ کر اٹھ گئیں، پھر کسی بچے نے اسے اٹھا کر کسی اور جگہ رکھ دیا، وہاں سے کسی نے کہیں اور سرکا دیا، اس طرح وہ بوتل آپ کو جگہ پر نہ ملے، گھر کی بے ترتیبی کی وجہ سے ہی اکثر چیزوں کو ڈھونڈنے میں پریشانی ہوتی ہے، اگر کام ہوتے ہی ہر شے اپنی جگہ پر رکھ دی جائے تو کبھی انہیں ڈھونڈنے کی ضرورت نہ پیش آئے گی، جن گھروں میں چیزیں گم ہوجاتی ہیں، دراصل وہاں ایک بے ترتیبی ہوتی ہے اور یہ بے ترتیبی چیزوں کو ان کی مقررہ جگہوں پر نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں کی ایک جگہ مقرر کردیں اور انہیں ٹھیک وہیں پر رکھیں، بچوں کو بھی یہ عادت ڈالوائیں کہ وہ چیزوں کو استعمال کر کے فوراً وہ جہاں رکھی تھی وہیں رکھ دیں، اکثر بچے چھوٹی چھوٹی چیزیں جیسے پینسل کا شارپنر، پینسل کی نوک بنانے کے بعد اسی جگہ رکھ دیتے ہیں جہاں بیٹھ کر وہ نوک بنا رہے تھے، انہیں یہ سکھائیں کہ وہ پنسل کی نوک بنانے کے بعد شارپنر کو کمپاس بائیں میں رکھ دیں۔ اور کمپاس باکس کو اپنے بستے میں رکھیں تاکہ اس کے گم ہونے کا خدشہ نہ رہے۔

اگر گھر کی ہر چیز اپنی اپنی جگہ رہیں گی تو گھر صاف ستھرا دکھائی دے گا۔ آپ کو گھر سجانے کیلئے کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں ہوگی، اگر اچانک مہمان آپ کے گھر آجائیں تو آپ کو شرمندگی اٹھانی نہیں پڑے گی اور نہ جلدی جلدی گھر کی بکھری ہوئی چیزوں کو اٹھانے یا سمیٹنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، اگر آپ نے کپڑے، برتن، کتابیں اور دیگر ضروری چیزیں ایک سسٹم کے ساتھ رکھنی اور استعمال کرنی شروع کردیں تو خود بخود آپ کا گھر صاف ستھرا نظر آنے لگے گا اور جس طرح آپ کو کسی کے گھر کی سجاوٹ یا نفاست دیکھ کر وہاں ٹھہر جانے کو دل کرتا ہے، اسی طرح آپ کے مہمانوں کو بھی آپ کے گھر آکر خوشی محسوس ہوگی اور جلدی آپ کے گھر سے جانے کا دل نہیں ہوگا۔

(بقیہ کتابوں کی دنیا)

کتاب کا پہلا باب حج کے بیان میں ہے، اس میں مولانا نے قرآن کریم میں جتنی آیات میں حج کا لفظ آیا ہے اس کا احاطہ کیا ہے اور احادیث کی روشنی میں حج کی فضیلت بیان کی ہے، اس کے بعد فرائض وواجبات حج پر روشنی ڈالی ہے اور مختلف عمل کے کرتے وقت جو دعائیں احادیث میں آئی ہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ عمرہ کا بیان مولانا نے دوسرے باب میں حج کے بعد رکھا ہے، ہندوستان کے جو عازمین ہوتے ہیں وہ تمتع کرتے ہیں اور تمتع میں پہلے عمرہ ہوتا ہے اس لیے عمرہ کا ذکر پہلے ہونا چاہیے تھا، اس سے ایک دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ احرام، طواف، سعی اور حلق کے مسائل سے پہلے مرحلہ میں واقفیت بہم پہونچ جاتی ہے اور حج کے بیان میں مصنف ان امور کے ذکر کا حوالہ دے کر وقوف منی، عرفہ، مزدلفہ، رمی جمرات اور طواف زیارت کے ذکر پر تفصیلی گفتگو کرپاتا ہے، باتوں کو رکھنے اور سمجھانے کے لیے یہ طریقہ شاٹ کٹ ہے، اس کی وجہ سے یہاں بھی تکرار کا امکان کم رہتا ہے۔

اس کتاب کے مختلف حصے اور ابواب میں مولانا نے مقامات مقدسہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کا ذکر کیا ہے، جس کے پڑھنے سے شوق دیدا بھرآتا ہے، طواف کی مختلف قسموں اور بعض جنایات کے سلسلے میں بھی تفصیلی کلام کیا ہے۔

مولانا نے اس کتاب کے آخر میں حج وعمرہ سے متعلق چالیس احادیث کو جمع کردیا ہے، اعراب اور ترجمہ کر کے عام قاری کے لیے اسے نفع بخش بنادیا ہے، کسی کو یاد کرنا ہو تو بآسانی کرسکتا ہے اور ترجمہ کے ذریعہ اس کے معنی ومطالب کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ ایک مفید اضافہ ہے جو مولانا نے کیا ہے، عموماً حج وزیارت سے متعلق کتابوں میں متعلقہ احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، مولانا نے شروع کتاب میں ان آیات قرآنی کو جمع کردیا ہے، جس میں حج کا ذکر ہے اور آخر میں احادیث کا ذکر کیا ہے اور وہ بھی چالیس کی تعداد میں، ان احادیث کو یاد کر کے وہ فضیلت حاصل کی جاسکتی ہے، جن کا ذکر مذکور ومنقول ہے، کہنا چاہیے کہ یہ کتاب کا ''مسک الختام'' ہے۔ زبان صاف ستھری اور باتیں واضح انداز میں رکھی گئی ہیں، جس سے کم پڑھا لکھا بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۲۰۸ صفحات کی یہ کتاب مفت دستیاب ہے، آپ اسے نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی، بکساما، ویشالی، قاسمی منزل وارڈ نمبر ۲۳، مدنی نگر مہوا ویشالی اور امارت شرعیہ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

کتاب عازمین کے لیے مفید ہے، نہ بہت طویل ہے اور نہ بہت ہی مختصر، اس کی وجہ سے کتاب کا مطالعہ آسان اور اس پر عمل آسان تر ہے، اللہ کرے مولانا کی دوسری خدمات کی طرح یہ خدمت بھی قبول عام وتام پائے، مولانا کا سفر حج بھی ہے، حج مبرور کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

کائنات انٹر نیشنل اسکول مع ہاسٹل (10+2، ملحق: سی۔بی۔ایس۔ای)

جامعہ کائنات (ملحق: بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ)

تدریسی وغیر تدریسی عملہ کی ضرورت

استاذ برائے اردو، فارسی، عربی، اسلامیات، حفظ، ناظرہ، سنسکرت، کمپیوٹر، ریاضی، فزیکل ایجوکیشن کے علاوہ اتالیق (WARDEN) طباخ (COOK) نائٹ گارڈ و ڈرائیور کی ضرورت ہے، خواہش مند حضرات درج ذیل پتہ پر ۳۰؍جون ۲۰۲۲ء سے قبل اپنے کوائف (Bio Data) مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

الملتمس

شکیل احمد کاکوی

چیئرمین، کائنات انٹرنیشنل اسکول

کائنات نگر، کاکو، جہان آباد۔ ۸۰۴۴۱۸

واٹس ایپ ورابطہ نمبر: 8809285505

shakilkakvi@gmail.com

پائیونیر کمپنی

PIONEER COMPANY

سائنس لیب، فرنیچر، سامان اور کانفرنس ہال بنانے والی پائیونیر کمپنی کو دہلی، نوئیڈا، بہار اور جھارکھنڈ میں مناسب تنخواہ پر (۱) فیلڈ ایکزیکیٹیو (۲) ڈسٹرکٹ (District) ڈیلرشپ کی ضرورت ہے، خواہشمند حضرات رابطہ کرسکتے ہیں۔

ہمارے کسٹمر (Customer) ہیں: سی بی ایس ای اسکول (CBSE School) بی ایڈ کالج (B.Ed College) نرسنگ کالج (Nursing College) انجینئرنگ کالج (Engineering College)۔

نوٹ: کمپنی نئے سی بی ایس ای اسکول (CBSE School) بی ایڈ کالج (B.Ed College) ڈگری کالج (Degree College) نرسنگ کالج (Nursing College) کے لئے گائیڈ (GUIDE) بھی کرتی ہے۔

پتہ: ہوٹل ویلکم آر۔کے بھٹہ چاریہ روڈ پٹنہ۔01

Add: Hotel Welcome R.K Bhattacharya Rd, Patna-01

Mob:9472278081(For U.P,Bihar& Jharkhand)

Scanned with CamScanner

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۲۳/۱۵۵۲/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ)

بی بی صفوانہ بنت محمد اسرائیل مقام کوشکی پور نمبرا، رام پور موہن پور، ضلع ارریہ ۔فریق اول

بنام

ابونصر ولد کمال الدین مقام جھمٹا، بھیراٹولہ نمبر۱۳ بانس باڑی، ضلع ارریہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ارریہ میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۵/جولائی ۲۰۲۲ء روز سموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶۴/۱۵۸۹/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر مدھوبنی)

نذرانہ خاتون بنت محمد زاہد مقام مریتھ تھانہ ارہز ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

توفیق عالم ولد محمد ذاکر مقام پرسا، ڈاکخانہ ہاٹ پرسا ضلع مدھوبنی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر مدھوبنی میں عرصہ تین ماہ سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸/ جولائی ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۵/۵۴۶/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سپول)

گلشن بیگم بنت محمد شفیق۔فریق اول

بنام

محمد عارف ولد محمد محی الدین۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع سپول میں عرصہ ۱۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۱/ جولائی ۲۰۲۲ء روز جمعرات بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۷/۱۹۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سمستی پور)

روشن پروین بنت محمد مستقیم مقام مئودکھن محلہ ڈاکخانہ ودیاپتی نگر ضلع سمستی پور۔فریق اول

بنام

محمد شاہد ولد محمد مصطفیٰ مقام مادھوپور کچھ پٹی ڈاکخانہ دیسری ضلع ویشالی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ سمستی پور میں عرصہ تین سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۳/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳/ جولائی ۲۰۲۲ء روز سنیچر بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۵/۵۴۷/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سمستی پور)

کاروخاتون بنت محمد ممتاز مقام متی، ڈاکخانہ مدھلی سمستی پور۔فریق اول

بنام

محمد اقبال ولد محمد سید جان مرحوم مقام نیمی، کنڈل، ضلع سمستی پور۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ سمستی پور میں عرصہ ۴/سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۹/جولائی ۲۰۲۲ء روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۶۹/۱۲۳۸/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان وگوپال گنج)

آسیہ خاتون بنت شوکت علی مقام نوادہ پرسونی، ڈاکخانہ منبو دپرسونی، ضلع گوپال گنج۔فریق اول

بنام

رحیم الدین ولد حضرتو میاں، مقام نوادہ پرسونی، ڈاکخانہ منبو دپرسونی ضلع گوپال گنج۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ سیوان میں غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے ،اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۵/جولائی ۲۰۲۲ء روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۷/۲۷۲۸/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دملہ)

سہانی بیگم بنت محمد محسن مقام بلوانٹ پوسٹ اونسی بلاک وتھانہ بسفی ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد نظام الدین ولد محمد احمد علی مقام وپوسٹ بھیروا، بلاک وتھانہ بسفی ضلع مدھوبنی۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی میں عرصہ ساڑھے تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے ، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۷/ جولائی ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168

Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Scanned with CamScanner

طب وصحت

اعصابی کمزوری کے اسباب اور علاج

اعصابی کمزوری (nervous weakness) ایک ایسی بیماری ہے جس میں انسان کا اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے اور اس کی علامات میں سے ہے کہ انسان کے اعضا کا درست طریقے سے کام نہ کرنا شامل ہے۔ مریض کو سونے میں دشواری کے ساتھ ساتھ جذباتی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس بیماری کے متعلق ماہرین کا کہنا ہے کہ ورزش کرنا اس بیماری میں مبتلا افراد کے لیے دوا کی طرح اہم ہے، ضروری نہیں کہ یہ ورزش بہت شدید نوعیت کی ہو، ہلکی پھلکی ورزش کو بھی انسان اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنا سکتا ہے۔

اعصاب ہمارے جسم کا ایک انتہائی اہم اور لازمی حصہ ہیں۔ معاشی تفکرات، بے یقینی کی کیفیت اور ملکی حالات نے ہم سب کو اعصابی مریض بنا دیا ہے۔ اعصاب جسم سے جڑا وہ نظام ہے جو پورے جسم کے تمام تر افعال کو کنٹرول کرنے میں بنیادی کردار کا حامل ہے۔ اعصاب ہمارے جسم کی حرکات وسکنات کو منظم کر کے دماغ سے اعضا اور اعضا سے دماغ تک پیغام رسانی کا کام بخوبی سرانجام دیتے ہیں۔ اعصاب ڈوری نما ریشے ہیں جو دماغ کو بدن انسانی کے دیگر نظاموں سے مربوط رکھے ہوئے ہیں جب اعصاب میں کمزوری واقع ہو یا ان کی کارکردگی میں نقص آنے لگے تو بدن بہت سے مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔

اعصابی کمزوری کے مجموعی صحت (health) پر اثرات

اعصابی کمزوری (asabi kamzori) سے پورا بدن کمزوری میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ چونکہ نہ صرف عصبی نظام بلکہ انسانی جسم کے تمام تر نظام ہی دماغ کے تابع افعال سرانجام دیتے ہیں اور بالواسطہ یا بلاواسطہ یہ سب اعصابی نظام سے مربوط بھی ہوتے ہیں۔ یوں جب اعصابی نظام کی کارکردگی میں خرابی پیدا ہوتی ہے تو پورا بدن متاثر ہونے لگتا ہے۔

☆ جسمانی کمزوری (jismani kamzori) نمایاں ہو کر سستی وکاہلی کا غلبہ ہونے لگتا ہے۔

☆ چہرہ بے رونق ہو کر افسردگی سی چھانے لگتی ہے۔

☆ پورے بدن میں درد اور کندھوں، کمر اور ٹانگوں میں شدید درد رہنے لگتا ہے۔

☆ بھوک کم ہونے کی وجہ سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا نتیجتاً انسان نحیف وضعیف ہو کر وقت سے پہلے ہی موت کی تمنا کرنے لگتا ہے۔

☆ کسی کام میں دل نہیں لگتا طبیعت میں اداسی اور اکتاہٹ نمایاں ہونے لگتی ہے۔

☆ گھبراہٹ (anxiety) اور خوف سے ہاتھ پاؤں سرد اور ٹھنڈے پسینے بھی بکثرت آنے لگتے ہیں۔

☆ علاوہ ازیں کئی دیگر عوامل جیسے ضعفِ دماغ، خون کی کمی، ذیابیطس، لو بلڈ پریشر، کثرتِ فکر وغم، اچانک صدمہ، نشہ آور اشیا کا بکثرت استعمال، بھی اعصابی کمزوری کا سبب ہو سکتے ہیں۔

سب سے پہلے اپنے مرض کے اسباب پر غور کریں اور اپنے معالج کو مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں۔ بعدازاں اپنے معالج کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنی خوراک کو متوازن کریں۔ پھل، دودھ اور خشک میوہ جات کی مخصوص مقدار کو اپنی روزمرہ غذا میں لازمی شامل کریں۔

گھریلو تراکیب

بطورِ گھریلو ترکیب فوری تسکین کے لیے میجک آئل کا پٹھوں پر ہلکا مساج کریں اور نصف گھنٹے تک اعصاب کو ہوا نہ لگنے دی جائے۔ درد سے وقتی نجات حاصل ہوگی۔ مستقل طور پر اعصابی دردوں سے چھٹکارا پانے کے لیے درج ذیل طبی تراکیب استعمال کریں:

☆ کھجور (khajoor) 7 عدد دودھ میں پکا کر رات کو سوتے وقت کھجوریں کھا کر دودھ پی لیا کریں۔

☆ کشمش 15 گرام، مغز بادام 10 عدد اور سیاہ چنے 15 گرام رات کو بھگو کر صبح نہار منہ کھا کر نیم گرم دودھ پی لیا کریں۔

☆ اسی طرح مغز بادام، مغز اخراٹ، مغز پستہ، مغز چلغوزہ اور مغز فندق ہم وزن سفوف بنا کر برابر وزن مصری ملا کر صبح وشام نہار منہ دودھ کے ایک گلاس میں ایک بڑا چمچ ملا کر استعمال کریں۔

☆ سلاجیت، اذراقی، فلفل سیاہ، اشنہ اور کشتہ فولاد ایک ایک گرام باہم ملا کر چنے برابر گولیاں بنا کر ایک گولی صبح و شام کھانے کے بعد کھالی جائے۔

دھیان رہے کہ ہائی بلڈ پریشر pressure) blood (high کے مریض مندرجہ بالا طبی تراکیب اپنے معالج کے مشورے سے استعمال میں لائیں۔ ورنہ مزید مسائل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اعصابی کمزوری سے نجات پانے کے لیے بازار میں ادویات بآسانی دستیاب ہیں۔ دواء المسک جواہر، خمیرہ ابریشم خاص، حب جواہر، حب عنبر مومیائی وغیرہ اعصاب کو تقویت کے لیے قابل بھروسا ادویات ہیں۔ پرہیز کسی بھی مرض سے چھٹکارا پانے کا لازمی عنصر مانا جاتا ہے۔ بادی، ترش، ثقیل اور غیر ضروری چکنائیوں سے بچا جائے۔ ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ آپ کے پٹھے مضبوط ہو کر آپ کے تن ومن کو مضبوطی فراہم کرنے والے بن جائیں گے۔

هفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

عازمین حج کا تربیتی پروگرام

حج اسلام کا اہم رکن ہے اور استطاعت والوں پر زندگی میں ایک بار فرض ہے، اس لیے عازمین حج کو، عمرہ حج وزیارت کے مسائل سے واقفیت بہم پہونچانے کی غرض سے ہر سال تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا جاتا ہے، امسال بھی مختلف اضلاع میں یہ پروگرام منعقد ہوئے، امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے ۲۹ر مئی کو پٹنہ، ۳۰ر مئی کو بہار شریف اور ۶ر جون ۲۰۲۲ء کو ویشالی ضلع کے تربیتی پروگرام میں بحیثیت ٹرینر حصہ لیا، اور عازمین کو عمرہ، حج وزیارت کے مسائل اور طریقہ کار سے واقفیت بہم پہونچائی، پٹنہ کا تربیتی پروگرام مولانا مظہر الحق آڈوٹوریم، بہار شریف کا مدرسہ عزیزیہ بہار شریف اور ویشالی کا معہد العلوم الاسلامیہ چک چمیلی، سرائے ویشالی میں منعقد ہوا، بیش تر عازمین نے اس تربیتی اجتماع سے فائدہ اٹھایا اور مفتی صاحب کے انداز تربیت سے متاثر ہوئے۔

سابق ججوں نے چیف جسٹس آف انڈیا سے پولیس تشدد پر نوٹس لینے کی اپیل کی

سپریم اور ہائی کورٹس کے 12 ریٹائرڈ ججوں کے ساتھ ساتھ سینئر وکلا کے ایک گروپ نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس این وی رمنا سے اپیل کی ہے کہ وہ مظاہرین پر "غیر قانونی حراست، رہائش گاہوں کو بلڈوز کرنے اور حراست میں پولیس کے تشدد" کی کارروائیوں کا ازخود نوٹس لیں۔ اس پیش رفت پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ریٹائرڈ ججوں اور وکلا نے مشترکہ اپیل میں کہا کہ "اس نازک وقت میں عدلیہ کی صلاحیت کا امتحان ہے۔" سی جے آئی کی توجہ پولیس اور ریاستی حکام کی متعصبانہ کارکردگی کی طرف مبذول کراتے ہوئے قانونی ماہرین نے کہا کہ عدلیہ نے ماضی میں بھی چیلنجز کا سامنا کیا تھا، انھوں نے مہاجر مزدوروں کے معاملے اور پیگاسس معاملے میں سپریم کورٹ کی طرف سے اٹھائے گئے ازخود اقدامات کی مثالوں کا بھی ذکر کیا۔ سپریم کورٹ نے اس پٹیشن پر سنوائی کرتے ہوئے ریاستی حکومتوں سے کہا کہ کارروائی قانون کے مطابق ہو، بغیر نوٹس دیئے نہ تو کسی کے گھر کو اجاڑا جائے اور نہ ہی بے گھر کیا جائے، ابھی یہ مقدمہ زیر کارروائی ہے، حکومت کو تین دن کے اندر جواب داخل کرنے کی ہدایت دی گئی۔

مودی حکومت کی اگنی پتھ اسکیم کے خلاف طلبا کا احتجاج

فوج میں بھرتی کے لیے مودی حکومت کی اگنی پتھ اسکیم کے خلاف بہار میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا ہے۔ اس اسکیم کے خلاف احتجاج میں نوجوانوں نے بکسر میں ٹرین پر پتھراؤ کیا ہے۔ وہیں، مظفر پور میں سڑکوں پر ہنگامہ آرائی کی، کئی مقامات پر سڑکیں جام کر کے مظاہرہ کرنے کی بھی اطلاعات ہیں۔ معلومات کے مطابق، نوجوانوں کی بڑی تعداد بکسر ریلوے اسٹیشن پر پہنچی اور ٹریک پر ہنگامہ کرنا شروع کر دیا۔ مظاہرین یہاں شدید نعرے بازی کرتے ہوئے ریلوے ٹریک پر بیٹھ گئے۔ ہنگامہ آرائی کی وجہ سے جن شتابدی ایکسپریس تقریباً ایک گھنٹے تک کھڑی رہی۔ اس دوران کچھ نوجوانوں نے پٹنہ جانے والی پاٹلی پترا ایکسپریس ٹرین پر بھی پتھراؤ کیا۔ فی الحال آر پی ایف ریلوے ٹریک کو خالی کرا رہی ہے۔ جی آر پی نے بھی موقع پر محاذ سنبھال لیا ہے۔ مظاہرین کا کہنا ہے کہ اگنی پتھ اسکیم میں اگرچہ چار سال عارضی طور پر ملازمت کرنے کے بعد 25 فیصد 'اگنی ویروں' کو مستقل کیڈر میں شامل کر لیا جائے گا لیکن سوال یہ ہے کہ 75 فیصد نوجوان جو 10 ویں یا 12 ویں پاس کر کے 'اگنی ویر' بنیں گے، ان کے لیے کیا آپشن ہوگا؟ یوں تو حکومت انہیں تقریباً 12 لاکھ روپے کا سروس فنڈ دے گی لیکن حکومت کے پاس انہیں دوسری نوکری دلانے کے لیے کیا اسکیم ہے؟ خیال رہے کہ مرکزی وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے گزشتہ روز 'اگنی پتھ' نامی اسکیم کو متعارف کرایا تھا۔ اس موقع پر ہوئی پریس کانفرنس میں راج ناتھ سنگھ کے ساتھ ساتھ تینوں ہی فوج کے سربراہان یعنی آرمی چیف جنرل منوج پانڈے، ایئر چیف مارشل وی آر چودھری اور بحریہ چیف ایڈمیرل آر ہری کمار بھی موجود تھے۔ اس اسکیم کے ذریعے نوجوانوں کو 4 سال کے لیے ملازمت ملے گی اور اس کے ساتھ کئی طرح کی سہولیات کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ راج ناتھ سنگھ نے کہا کہ ملک کی سیکورٹی کو مضبوط کرنے کے لیے یہ منصوبہ پیش کیا گیا ہے۔

ایڈووکیٹ شریف قریشی صاحب کا انتقال، دعاء مغفرت کی درخواست

نہایت ہی دکھ کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ شہر پٹنہ کے ایک معروف ملی وسماجی شخصیت ایڈووکیٹ جناب محمد شریف قریشی صاحب ملت کالونی سیکٹر۔۳، (چاند کالونی) پھلواری شریف، پٹنہ ۱۵ر جون ۲۰۲۲ء کو رحلت فرما گئے، ان کی عمر ۷۶ر سال تھی، جناب قریشی مرحوم کمرشیل ڈپارٹمنٹ سے ریٹائر ہونے کے بعد لکھنے پڑھنے میں مشغول ہو گئے، انہوں نے خاندان قریش اور اس برادری کے تعلق سے ہندوستان میں ان کی صنعتی وتجارتی سرگرمیوں پر مشتمل ایک دستاویزی کتاب مرتب کی، اس کے علاوہ وہ چھوٹے چھوٹے مضامین، اردو ادب اور افسانچے بھی لکھے، مرحوم کی نظر ملکی قوانین پر بڑی گہری تھی، وہ پٹنہ ہائی کورٹ میں کبھی کبھی وکالت کے لیے بھی پیش ہوتے تھے، مرحوم بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں کے آدمی تھے، اکثر ملی مسائل پر اظہار خیال کرتے اور اپنے نقطۂ نظر سے اخبارات کے ذریعہ عام لوگوں کو بھی واقف کراتے تھے، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ سے عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے، ان کی نماز جنازہ ۱۶ر جون ۲۰۲۲ء روز جمعرات بعد نماز ظہر امارت شرعیہ کے شعبۂ نقیب کے منیجر جناب مفتی محمد اسعد اللہ قاسمی صاحب نے پڑھائی، اور حرمین قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، قارئین نقیب سے مرحوم کے لئے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

Volume:62/72,Issue:23 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

یہ کہہ کے دل نے میرے حوصلے بڑھائے ہیں
غموں کی دھوپ کے آگے خوشی کے سائے ہیں (ماہر القادری)

عدلیہ کے وقار کو مجروح ہونے سے بچایئے

ڈاکٹر محمد منظور عالم

حکومت کی تشکیل، ملک کی تعمیر یا جمہوریت کے قیام کا بنیادی مقصد عوام کو حقوق دینا، سماج میں مساوات پیدا کرنا، ہر ایک کو انصاف فراہم کرنا، شہریوں کی آزادی کو یقینی بنانا ہوتا ہے۔ اس بنیادی ایجنڈا کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کیلئے ملک میں مختلف شعبے قائم کئے جاتے ہیں ایک کو دوسرے سے جدا رکھا جاتا ہے، ہر ایک کو آزاد بنایا جاتا ہے، جامع اور لچکدار آئین وضع کئے جاتے ہیں جس میں ہر ایک پہلو کا خیال رکھا جاتا ہے، تمام نزاکتوں کا لحاظ کیا جاتا ہے، غریب، مظلوم، کمزور، اقلیت سبھی کو یکساں حقوق دینے کی بات ہوتی ہے۔ آئین میں یہ واضح کیا جاتا ہے کہ قانون سب کیلئے برابر ہوگا، ہر کوئی قانون کے دائرے میں ہوگا، کسی کو قانون میں استثناء حاصل نہیں ہوگا پھر اس آئین میں تمام انسانوں اور شہریوں کو مساوات کا حقدار ٹھہرایا جاتا ہے، کسی کو کسی پر کسی بھی بنیاد پر ترجیح حاصل نہیں ہوتی ہے، سبھی برابر حقوق کے حقدار ہوتے ہیں، آزادی، انصاف، مساوات اور بھائی چارہ کو آئین میں بنیادی اہمیت دیا جاتا ہے۔ بھارت کے آئین کو بھی یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں آئین کے دفعات میں انصاف، مساوات، آزادی اور بھائی چارہ شامل ہے۔ آزادی کے دن سے یہ کوشش رہی ہے کہ آئین پر عمل کرتے ہوئے دلتوں، آدی واسیوں، کمزوروں، مظلوموں، اقلیتوں سبھی کو انصاف ملے، ہر ایک شہری آزادی کا مزہ حاصل رہے، مساوات اور برابری کی بنیاد پر برتاؤ کیا جائے۔ آئین میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ ملک کے مختلف ادارے آزاد اور خود مختار رہیں گے، ایک کا دوسرے پر دباؤ نہیں ہوگا۔ حکومت اور عدلیہ کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ حکومت اپنی ذمہ داری نبھائے گی۔ الیکشن کمیشن ایک خود مختار ادارہ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھائے گا پولیس محکمہ ایمانداری سے اپنا کام انجام دے گا۔ اسی طرح عدلیہ مکمل طور پر آزادی اور غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے انصاف قائم کرے گی۔ عدالت میں حاکم اور رعایا، امیر اور غریب، ہندو اور مسلمان، برہمن اور دلت ہونے کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا، حکومت کے وزیر اور ایک عام شہری میں کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ جس کا بھی جرم ثابت ہوگا اسے سزا کا مستحق ٹھہرایا جائے گا۔ عدلیہ حقائق اور ثبوتوں کی بنیاد پر فیصلہ سنائے گی۔ مجرم کو جرم گردانے گی اور بے قصوروں کی رہائی کا پروانہ جاری کرے گی۔ یہی کسی عدالت کی بنیادی خصوصیت ہوتی ہے۔ اسی کا نام انصاف ہے۔ تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات موجود ہیں جہاں دربار عدالت میں ایک عام شخص کے مقابلے میں بادشاہ وقت کو مجرم قرار دیا گیا ہے اور قاضی نے کسی خوف کے بغیر ایسا فیصلہ سنایا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے کئی اہم واقعات ہیں جن میں سے ایک کا ذکر یہاں مناسب ہوگا اور یہ واقعہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا ہے جن کے خلاف ایک یہودی کے مقابلے میں قاضی شریح نے قانون کی بالادستی کے لئے فیصلہ سنایا تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ گم ہوگئی اور کچھ دنوں بعد آپ نے وہی اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی، آپ نے اس یہودی سے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے، فلاں دن فلاں جگہ پر گم ہوگئی تھی، یہودی نے جواب دیا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، یہ زرہ میری ہے اور اس وقت میرے قبضے میں ہے، اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہمارے درمیان آپکا مسلمان قاضی فیصلہ سنائے گا۔

قاضی شریح بن حارث بن قیس بن جہم الکندی ابتدائی اسلام کے نامور فقیہ قاضیوں میں سے ایک ہیں، آپکا تعلق یمن سے تھا، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانہ خلافت میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ نے طویل عمر پائی اور 108 سال کی عمر میں 87 ہجری کو کوفہ میں داعی مفارقت دے گئے۔ اس وقت کے خلیفہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہودی قاضی شریح کی عدالت میں پہنچے قاضی شریح امیر المومنین کو دیکھ کر اپنی نشست یا محفل سے اٹھ کھڑے ہوئے مگر امیر المومنین نے فرمایا کہ آپ بیٹھے رہیں، امیر المومنین حضرت علی نے اپنا مقدمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میری زرہ گم ہوگئی تھی آج میں نے یہی زرہ اس (یہودی) کے پاس دیکھی ہے۔ قاضی شریح نے یہودی سے پوچھا کہ تمہیں کچھ کہنا ہے؟ یہودی نے کہا کہ یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔ قاضی شریح نے زرہ دیکھی اور فرمانے لگے "واللہ اے امیر المومنین! یہ زرہ واقعی آپ کی ہی ہے، آپ سچے ہیں مگر قانون کے مطابق آپ کو گواہ پیش کرنے ہوں گے" امیر المومنین نے گواہ کے طور پر اپنے غلام قنبر کو پیش کیا، غلام نے آپ امیر المومنین کے حق میں گواہی دی۔ پھر آپ نے اپنے صاحبزادوں حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو پیش کیا، ان دونوں نے بھی امیر المومنین کے حق میں گواہی دی۔ قاضی شریح نے فرمایا "اے امیر المومنین آپ کے غلام کی گواہی قبول کرتا ہوں مگر آپ مزید ایک گواہ کا بندوبست کریں۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں کی گواہی قبول نہیں کرسکتا کیوں کہ یہ آپ کے بیٹے ہیں"۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اللہ کی قسم! میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ "حسن اور حسین نوجوانان اہل جنت کے سردار ہیں"۔ قاضی شریح کہتے ہیں کہ واللہ یہ حق ہے۔ مگر قانون کے مطابق آپ کے بیٹوں کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی۔ یہ کہتے ہوئے قاضی شریح نے یہودی کے حق میں فیصلہ سنا دیا اور زرہ یہودی کے حوالے کردی۔ مسلمانوں کے قاضی کا مسلمانوں کے خلیفہ کے خلاف فیصلہ سن کر اور خلیفہ کا اپنے خلاف فیصلہ سن کر فیصلے کو بغیر کسی چوں وچرا کے تسلیم کرتا دیکھتے ہوئے یہودی حیران ہوگیا۔ یہودی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اپنی نظر اٹھائی اور کہا امیر المومنین آپکا دعویٰ سچا ہے، یہ زرہ یقیناً آپ ہی کی ہے۔ فلاں دن یہ زرہ آپ سے گر گئی تھی اور میں نے اٹھائی تھی۔ اپنی ملکیت واپس لیں اور اس کے بعد اسلام میں قانون کی برتری اور انصاف کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہودی نے اسلام قبول کرلیا۔ معاشرہ کی ترقی، سماج کی بھلائی، ملک کے استحکام اور امن وسلامتی کے فروغ کیلئے قانون کی بالادستی ضروری ہے اور اس کی ذمہ داری عدلیہ پر عائد ہوتی ہے کہ وہ قانون کا یکساں نفاذ کرے، جرم ثابت ہوجانے کے بعد شخصیت دیکھ کر سزا دینے سے گریز نہ کرے، کٹہرہ عدالت میں شہری اور وزیر ہونے کی بنیاد پر کوئی فرق نہ کرے۔ اگر ایسا کسی ملک میں ہوتا ہے، کسی ملک کی عدلیہ شخصیت دیکھ کر فیصلہ کرتی ہے، قانون کی بالادستی ضروری نہیں سمجھتی ہے تو پھر ایسا ملک دھیرے دھیرے جنگل راج میں تبدیل ہوجاتا ہے، انارکی پھیل جاتی ہے اور معاشرہ میں تباہی پھیلنا شروع ہوجاتا ہے۔ حالیہ دنوں میں ہمارے ملک کی عدلیہ کی جانب سے بھی کچھ ایسے معاملات سامنے آئے ہیں جس میں قانون کی بالادستی کو نظر انداز کیا گیا ہے، مرکزی وزیر کے جرم کو بے اثر کرنے اور انہیں بے قصور ٹھہرانے کیلئے جرم کی یہ تشریح کی گئی کہ چونکہ وزیر موصوف نے زہر انگیز تقریر کی تھی لہذا اس کی بنیاد پر انہیں مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

ایک اور معاملہ میں مجرموں کو رہا کرنے کی یہ دلیل دی گئی کہ ان دونوں سے پہلی مرتبہ جرم صادر ہوا ہے لہذا انہیں رہا کیا جانا چاہئے، اگر آئندہ کسی جرم کا ارتکاب ہوتا ہے تو کارروائی کی جائے گی، فی الحال عورتوں کی نیلامی اور مسلم خواتین کو سرعام بیچنے کا جرم پہلی مرتبہ سرزد ہوا ہے لہذا یہ معمولی ہے اور نظر انداز کیا جانا چاہیے۔

فاضل ججوں کی جرم کو ہلکا کرنے کی یہ کوشش اور مجرم کا بیک گراؤنڈ دیکھ کر فیصلہ سنانے کی یہ روایت یقینی طور پر عدلیہ کے اصولوں کے خلاف، انصاف کی پامالی اور آئین کی توہین ہے۔ قانون کی بالادستی کے سامنے ہر کوئی برابر ہے، کوئی بھی قانون سے اوپر نہیں اور اگر ایک جمہوری ملک میں کسی واضح جرم کی ایسی تشریح کرکے اس کے مرتکب کو مجرم کی فہرست سے خارج کرکے بے گناہ قرار دے دیا جائے تو پھر وہ ملک یقینی طور پر جنگل راج میں تبدیل ہوجائے گا اور عدلیہ کی اس روش کا خمیازہ پوری عوام اور آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا کیوں کہ بادشاہ وقت مسکرا کر حکم نامہ جاری کرے یا سنجیدگی کے ساتھ اس کا حکم قابل تعمیل سمجھا جاتا ہے، اس پر عمل ضروری ہوتا ہے جس طرح فاضل جج مسکرا کر فیصلہ سنائیں یا مکمل سنجیدگی کے ساتھ ہر صورت اس فیصلہ کو حتمی سمجھا جائے گا، ایسا کوئی اصول نہیں ہے کہ اگر جج صاحب فیصلہ سناتے ہوئے مسکراتے نظر آجائیں تو اس فیصلہ کو مذاق پر محمول کیا جائے گا اسے حتمی فیصلہ نہیں سمجھا جائے گا۔ بات واضح ہے کہ جو حکمران ہوتے ہیں، جن کے ہاتھوں میں طاقت ہوتی ہے، جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ اپنا فرمان سنجیدگی کے ساتھ نہیں بلکہ مسکرا کر ہی جاری کرتے ہیں، ان کی مسکراہٹ میں نفرت، حقارت اور تعصب پنہاں ہوتی ہے۔ اس مسکراہٹ میں ایک پیغام چھپا ہوتا ہے۔ ایک سبق دیا جاتا ہے کہ کس طرح بادشاہ وقت اور وزیر موصوف کے بیان کو آگے بڑھانا ہے اور اسے عملی جامہ پہنانا ہے۔ یہ معاملہ واقعی بہت پیچیدہ اور قابل غور ہے۔ ملک کے کمزور، مظلوم اور اقلیتوں کی آخری اور واحد امید یہاں کی عدلیہ ہے۔ عدالتوں سے انصاف کی توقع اور ظلم کے خاتمہ کی امید ہوتی ہے لیکن اگر عدالتوں سے بھی ظالم کی حمایت میں فیصلہ صادر ہونے لگیں گے، ظالموں کو بچانے کے طریقے اختیار کئے جائیں گے تو پھر یقینی طور پر ملک میں انارکی پھیل جائے گی، شرپسندوں کے حوصلے بلند ہوجائیں گے اور قانون کی دھجیاں اڑائی جائیں گی۔ آئین، دستور، عدالت اور قانون کا وجود بے معنی ہوکر رہ جائے گا۔ اس لئے عدالتوں کو چاہیے کہ انصاف کی بالادستی کو قائم کرے، عدلیہ کے وقار کو مجروح ہونے سے بچائے۔ انصاف کی پامالی کا سلسلہ روک دیا جائے کیوں کہ عدلیہ ہی عوام کی آخری امید ہوتی ہے اور انصاف قائم کرنے کے بعد ہی ملک میں خوشحالی آتی ہے، بہت ترقی ہوتی اور معاشرہ میں امن وسکون اور سلامتی برقرار رہتی ہے۔

اعلان برائے داخلہ
مولانا رحمت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (پیرامیڈیکل)
امارت شرعیہ کیمپس، پھلواری شریف، پٹنہ-801505
میں درج ذیل ڈپلومہ کورسز میں رجسٹریشن شروع ہے
(1) DMLT
(2) DPT
(3) DMRT

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371988

Scanned with CamScanner